بسم اللہ الرحمن الرحیم
حصولِ جنت کا طریقہ
حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری
کا ایمان افروز خطاب
ناشر
مکتبہ دینیات
بلال پارک ○ باغبانپورہ ○ لاہور

حصولِ جنّت کا طریقہ

حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری کا ہر دلعزیز ایمان افروز خطاب جس میں انسان کے تخلیقی مراحل سے لے کر دنیاوی زندگی میں انسان پر آنے والے حالات، اس کے بعد قبر اور حشر کا منظر اور جنت کے دلکش مناظر اور جہنم کے ہولناک مناظر جو انسانی ذہنوں میں ابھرنے والے بہت سے سوالوں کا جواب ہے۔

مرتب: عبد المتین قاسمی

ثاقب علی خان

9-11-96

مکتبہ دینیات

بلال پارک ○ باغبانپورہ ○ لاہور

قیمت: -/۱۰ روپے

فہرست مضامین

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ (الیٰ) تسلیما اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. ولو انّ اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السّماء والارض. وقال تعالیٰ ظھر الفساد فی البرّ والبحر بما کسبت ایدی الناس (الیٰ) یرجعون. وقال تعالیٰ ولنذیقنّھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون. وقال حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون (الیٰ) یبعثون. وقال تعالیٰ ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین (الی) سبیل

زندگی بسر کرنے کے دو طریقے ہیں

میرے محترم دوستو اور بزرگو! دنیا کے اندر زندگی بسر کرنے کے طریقے دو ہیں ایک وہ طریقہ ہے جو اللہ نے تجویز کر کے دیا ہے۔ دوسرا طریقہ وہ ہے جو انسان خود تجویز کرے۔ انسان جو طریقہ تجویز کرے گا وہ صرف موجودہ زمانہ کو سامنے رکھ کر تجویز کرے گا۔ اسے جتنا نفع دکھائی دے گا اس کے باقی رکھنے کی فکر کرے گا اور جتنا نقصان دکھائی دے گا اس کے دور کرنے کی فکر کرے گا۔ لیکن آئندہ جو زمانہ اس کے سامنے آتا چلا جائے گا تو پھر اس کی رائے اس کی تدبیر اور اس کا طریقہ بدلتا جائے گا یہاں تک کہ آدمی کی موت آجائے تو موت کے بعد حالات ختم نہیں ہوتے۔ بلکہ حالات کا انتظام کرنے کی جو طاقت تھی وہ ختم ہو جاتی

ہے عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ موت آئی تو حالات ختم ہو گئے۔ خوش حال آدمی کی خوشحالی ختم ہو گئی اور بدحال آدمی کی بدحالی ختم ہو گئی جو بیمار تھا اس کی بیماری ختم ہو گئی اور جو بھوکا تھا اس کی بھوک پیاس ختم ہو گئی اور جو خوب کھاتا پیتا تھا اسکا خوب کھانا پینا ختم ہو گیا۔ عزت والے کی عزت ختم ہو گئی اور ذلت والے کی ذلت ختم ہو گئی اس لیے جب وہ موت آتی ہے تو آدمی کی لاش کو قبر کے اندر دفن کر دیتے ہیں تھوڑے دنوں بعد وہ مٹی ہو جاتا ہے تو آگے دکھائی نہیں دیتا عام دنیا بلکہ پوری دنیا کا ذہن یہ ہے کہ مر گئے تو بات ختم ہو گئی حالات سارے ختم ہو گئے لیکن ایسا نہیں ہے ہمارا اور تمہارا پیدا کرنے والا خدا جس نے اپنی قدرت سے تین تین اندھیریوں میں ماں کے پیٹ کے اندر انسان کو بنایا جب کہ وہاں پر کوئی روشنی بھی نہیں تھی۔ ماں کا پیٹ تھا بچہ دانی تھی اور اس کے اندر ایک جھلی تھی جھلی کے اندر لپٹا ہوا بچہ تھا اور سارے اعضائے انسانی اللہ نے بنائے وہ بنانے والا وہ خود یہ بتا رہا ہے کہ موت کے بعد ایک لمبی چوڑی زندگی آنے والی ہے جو مرنے سے پہلے مرنے والے کو دکھائی نہیں دیتی لیکن یقیناً وہ زندگی آنے والی ہے۔

ہر انسان پر چار منزلیں آتی ہیں

انسان کے اوپر چار منزلیں ہیں۔ ایک منزل تو ہے ماں کے پیٹ کی دوسری منزل ہے دنیا کے پیٹ کی تیسری منزل ہے قبر کے پیٹ کی چوتھی منزل ہے آخرت کی اور وہ آخری منزل ہے اس کے بعد کوئی پانچویں منزل نہیں ہے آخرت میں جو مقام اس کے لیے راحت کا یا تکلیف کا طے ہو گیا تو وہ اسی کے اندر رہے گا۔ یہ بات الگ ہے کہ کوئی ایمان والا اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں گیا

تو جہنم کے اندر وہ پاک وصاف ہو کر جنت میں چلا جائے گا۔ لیکن بغیر ایمان کے جو آدمی ہوگا جس کے اندر ایمان نہیں ہوگا وہ کفر والا ہوگا۔ شرک والا ہوگا وہ جب جہنم میں جائے گا تو وہ اس کی آخری منزل ہوگی اس کے بعد وہ نکلے گا نہیں یہ چار منزلیں انسان پر ماں کے پیٹ کے اندر انسان کو ذرہ برابر اختیار نہیں تھا۔ لڑکا بننا یا لڑکی بننا یا کالا یا گورا بننا خود انسان کے بننے والے کو بھی اختیار نہیں تھا اور اس کے ماں باپ کو بھی اس کا اختیار نہیں تھا یہ بالکل ہمارے اختیار سے باہر اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے ماں کے پیٹ کے اندر اس انسان کو بنایا، اس کے بعد دوسری منزل ہے، دنیا کی جو منزل ہے اس منزل میں اللہ نے اس انسان کو ہلکا سا اختیار مرحمت فرما دیا اور یہ اختیار بھی عجیب چیز ہے۔ اللہ نے دنیا میں انسان کو ہلکا سا بھلے اور برے کا اختیار مرحمت فرمایا۔ جیسے املی کا بیج بوئے یا آم کی گٹھلی بوئے گا تو آم کا درخت تیار ہو گا اور املی کا بیج بوئے گا تو املی کا درخت تیار ہوگا۔ اسی طرح سے یہ انسان یہاں پر بھلا کرے یا برا کرے۔ دونوں باتوں میں اختیار ہے یہ ہاتھ اللہ نے دیئے ہیں۔ جب تک روح انسان کے جسم کے اندر موجود ہے تو اس ہاتھ پر انسان کو اختیار ہے کہ اس ہاتھ سے صدقہ خیرات کرے اس ہاتھ سے کسی رونے والے کو چپ کرائے کسی کے آنسو پونچھے اور کسی کو روٹی کا ٹکڑا دے اور اس بات کی بھی اللہ نے اس کو طاقت دی ہے کہ اس ہاتھ سے کسی پر ظلم کرے۔ دیکھو فرشتہ جو ہے وہ مجبور محض ہے اس کو اللہ نے جتنا کہہ دیا اتنا کرنا پڑے گا۔ اس کے خلاف کرنے کی فرشتے میں طاقت نہیں ہے۔ اسی طریقے سے آسمان ہے زمین ہے سورج ہے چاند ستارے ہیں یہ جتنی مخلوقات ہیں۔ انسان کے علاوہ یہ ساری مجبور محض

ہیں۔ اللہ کے امر کے تابع ہیں اگر ہوا کو اللہ تعالیٰ حکم دیں کہ معمول کے مطابق چلے تو وہ معمول کے مطابق چلے گی لوگوں کے کام بنتے رہیں گے اور اسی ہوا کو حکم دے دیں کہ معمول سے اوپر ہو کر چلے تو اسی ہوا کا نام طوفان بنتا ہے اور اسی سے زندگیاں اجڑ جاتی ہیں۔ ایسے ہی پانی اللہ کے حکم کے تابع ہے۔ آسمان اللہ کے حکم کے تابع ہے زمین بھی اللہ کے حکم کے تابع ہے جو حکم ان چیزوں کو ملتا ہے یہ چیزیں وہی کرتی ہیں اس کے خلاف کرنے کی طاقت نہیں رکھتیں۔ سورج اور چاند کی روشنی اللہ نے مقرر کر دی ہے تو اس روش کے مطابق وہ چلتے ہیں۔ اس میں ان کے کسی اختیار کو دخل نہیں ہے۔ مجبور محض ہیں۔ جس آسمان پر فرشتوں کو سجدہ کا حکم ہوا۔ وہ فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ ایک آسمان پر رکوع ہے ایک آسمان پر قیام ایک آسمان پر قاعدہ ہے ہزاروں سال سے جو حکم ملا ہے وہ کر رہے ہیں لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ سجدہ کے لیے کہا تو سجدہ ہی کرے گا رکوع نہیں کرے گا۔ پھر اسے اگر رکوع کا حکم ہوا تو رکوع ہی کرے گا سجدہ نہیں کرے گا۔ جو کہا جائے گا کرے گا۔ لیکن انسان وہ ایسا نہیں ہے۔ انسان کے اندر اللہ نے دونوں طاقتیں رکھی ہیں۔ فرماں برداری کی بھی طاقت رکھی ہے اور نافرمانی کی بھی طاقت رکھی ہے۔ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ اس میں ایک طبقہ ایمان والا ہو گا ایک طبقہ کفر والا ہو گا ایک طبقہ فاسق ہو گا اور ایک طبقہ مومن ہو گا۔ ایک طبقہ ماننے والا ہو گا اور ایک طبقہ نہ ماننے والا ہو گا اور اسی پر سارے حالات کا دارومدار ہے دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی اس دنیا پر جو حالات آتے ہیں۔ وہ حالات کے لانے والے تو ہیں اللہ عزت اور ذلت کامیابی اور ناکامی اطمینان اور پریشانی خوف اور

امن بیماری اور تندرستی موت اور حیات طبیعت کے موافق حالات اور طبیعت کے خلاف حالات جو اس دنیا کے اندر آتے ہیں۔ اللہ کے ارادہ سے دنیا کے اندر حالات آتے ہیں۔ جیسا اللہ ارادہ کرتے ہیں۔ ویسے حالات آتے ہیں بعض مرتبہ ذلت کا نقشہ ہوتا ہے۔ لیکن اللہ کا ارادہ ہو جائے تو اس میں عزت آجاتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا سارا نقشہ ذلت کا تھا دو دو مرتبہ ان کا بکنا اور زنا کی تہمت لگ کر ان کا جیل خانہ میں جانا یہ ذلت کا نقشہ تھا۔ لیکن اللہ پاک نے عزت کا ارادہ فرمالیا تو اپنی قدرت سے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسی عزت مل گئی کہ دنیا ہی کے کروڑھا کروڑ آدمی ہزاروں سال گذرنے کے باوجود ان کا اکرام کرتے ہیں۔ لیکن بعض مرتبہ نقشہ سارا عزت کا ہوتا ہے اور اس کے اندر اللہ کا ارادہ ذلت کا ہوجاتا ہے تو اس میں آدمی ذلیل ہوتا۔ جیسے قارون سارا نقشہ اس کے پاس عزت کا تھا۔ لیکن اللہ جل جلالہ عم نوالہ نے اسے ایسا ذلیل کیا کہ آج دنیا کے کروڑھا کروڑ آدمیوں میں کوئی آدمی اپنے بیٹے کا نام قارون رکھنے کو تیار نہیں ہے۔

دنیاوی حالات وخدائی ضابطہ

تو میرے محترم دوستو! حالات جو آتے ہیں انسانوں پر وہ اللہ کی طرف سے آتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی طرف سے حالات کے لانے کا ایک ضابطہ اور ایک قانون ہے اللہ تعالیٰ جتنی ضابطے کی رعایت کرتے ہیں اتنی کوئی ضابطے کی رعایت نہیں کرتا اور اللہ تعالےٰ نے ضابطے بنا رکھے ہیں۔ اور ضابطے کی اتنی رعایت ہے لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ یعنی معصوم سے معصوم ترشخصیتوں سے اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہیں۔ کہ اگر شرک کیا تو تمہارے سب اعمال ختم ہوجائیں گے اور نقصان والوں میں تم

بن جاؤ گے۔ آپ اندازہ لگاؤ کہ ضابطے کی اللہ کے ہاں کتنی رعایت ہے یہ حالات جتنے بھی آتے ہیں دنیا اور آخرت کے اندر ضابطے کے ماتحت آتے ہیں بلا ضابطہ بالکل نہیں آتے اور ضابطہ اللہ کا حالات کے لانے میں دنیا کے اندر پھیلی ہوئی چیزیں نہیں ہیں بلکہ انسان کے بدن سے تیار ہونے والے اعمال ہیں۔ بہت بڑا مغالطہ ہر زمانے میں بڑی بھاری اکثریت انسانوں کی کو لگا آج کے زمانہ میں بھی بہت بھاری غلطی کروڑہا کروڑ انسانوں سے جو ہو رہی ہے وہ یہ ہو رہی ہے کہ عام طور پر انسان یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمارے حالات کا بننا اور بگڑنا یہ موقوف ہے چیزوں کی کمی اور بیشی پر اگر چیزیں ہمارے ہاتھ میں زیادہ ہوں گی تو ہمارے حالات بنیں گے اور اگر چیزیں ہمارے ہاتھ میں کم ہوں گی تو ہمارے حالات بگڑیں گے یہ عام لوگوں کا ذہن ہر زمانے میں رہا ہے۔ فرعون اور قارون کا بھی یہی ذہن تھا اور جتنی نافرمان قومیں گزریں ان سب کا یہی ذہن رہا کہ ملک و مال سونا چاندی اور دکان کھیت یہ جتنی چیزیں ہمارے ہاتھ میں زیادہ ہوں گی اتنے ہمارے حالات بنیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے جو انبیاء علیہم السلام تھے انہوں نے آ کر ہر زمانے میں انسانوں کا یہ ذہن بنایا کہ حالات آتے ہیں۔ اللہ کی قدرت سے حالات آتے ہیں۔ اللہ کے ارادہ سے لیکن اللہ نے حالات لانے کا ایک ضابطہ بنا رکھا ہے اور وہ ضابطہ انسان کے بدن سے تیار ہونے والے اعمال ہیں اور انسان کے دل کے اندر کا یقین ہے اگر اسکے دل کے اندر کا یقین ٹھیک ہو جائے اور اس کے بدن سے تیار ہونے والے اعمال درست ہو جائیں۔ آنکھوں کا دیکھنا کانوں کا سننا ہاتھوں کا کمانا زبان کا بولنا پیروں کا چلنا دل و دماغ کا سوچنا اگر ٹھیک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ

حالات کو درست لائیں گے۔ دوسرے لفظوں میں جو اس سے بھی آسان ہے کہ اگر دینداری ہوگی تو اللہ تعالیٰ کامیاب کریں گے اور اگر بے دینی ہوگی تو اللہ تعالیٰ ناکام کریں گے اگر دینداری کچے مکان والے کے پاس ہوگی تو اللہ تعالیٰ کچے مکان والے کو کامیاب کریں گے اور بے دینی پکے مکان والے کے پاس ہوگی تو اللہ تعالیٰ پکے مکان والے کو ناکام کریں گے۔ لیکن ایک حیرت کی بات جو انسان کو حیرت میں ڈالتی ہے ہر زمانے میں اور آج کے دور میں بھی وہ یہ کہ بہت سے ایمان و اعمال والے جن پر بھی تکلیفیں آجاتی ہیں اور بہت سے بے دین اور بغیر ایمان والے اور بہت بے دین آدمی بعض مرتبہ دیکھے جاتے ہیں کہ وہ بڑے راحت میں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بات اپنے ذہن میں بٹھالو کہ اصل کامیابی وہ ہے جو مل کر ختم نہ ہو اور اصل ناکامی وہ ہے جو آکر ختم نہ ہو۔

دنیا کے اندر بے دین اور دیندار

عام طور سے آدمی دیکھتا ہے کہ بے دین آدمی رشوت بھی لیتا ہے، جھوٹ بولتا ہے غیبت کرتا ہے۔ خیانت کرتا ہے پیسہ اس کے پاس بہت ہے۔ کپڑا مکان سواریاں کھانا اس کے پاس بہت ہے۔ بہت مزے کے اندر ہے تو آدمی سوچتا ہے کہ بے دین ہے پھر بھی کامیاب ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو ناکام کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ کامیابی جو دکھائی دے رہی ہے یہ کامیابی موت پر ختم ہو جائے گی اور بعض مرتبہ موت سے پہلے بھی ختم ہو جاتی ہے اور موت کے بعد پھر جو ناکامی شروع ہوگی تو وہ ناکامی بڑی لمبی ناکامی ہوگی اگر آدمی حالت کفر یا شرک میں مرا تو پھر وہ ناکامی ایسی ہو گی جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ جس کو اللہ تعالیٰ خُسْرَانٌ مُّبِيْنٌ کہتے ہیں اور اگر وہ

آدمی حالتِ ایمان میں مرا تو چاہے اس نے دنیا میں کتنی تکلیفیں اٹھائی ہوں اور لوگ اسے ناکام کہہ رہے ہوں لیکن اللہ تعالےٰ اسے کامیاب بتائیں گے۔ کیونکہ بعض مرتبہ تو اسے مرنے سے پہلے ایسی کامیابی مل جاتی ہے کہ جسے دنیا کے انسان بھی کہتے ہیں کہ واقعی کامیابی ملی اور بعض مرتبہ دنیا کے پہلے تو دیکھ نہیں پاتے۔ لیکن مرنے کے بعد پھر جو کامیابی شروع ہوتی ہے تو وہ ایسی کامیابی ہوتی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی موت پر حالات ختم نہیں ہوتے بلکہ موت پر حالات بڑھ جاتے ہیں۔ اگر مرنے کے بعد اچھا حال آیا تو وہ اچھا حال بڑھ جائے گا۔ اور مرنے کے بعد برا حال آیا تو وہ بُرا حال بھی بڑھ جائے گا۔ جیسے دنیا کے حالات تھے ویسے نہیں رہیں گے دنیا کے اندر جس کا اچھا حال تھا مرنے کے بعد اگر اللہ نے اسے اچھا حال دیا تو وہ دنیا جیسا اچھا حال نہیں ہوگا۔ بلکہ بڑھا ہوا ہوگا چھوٹی سے چھوٹی ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کی جنت اگر اللہ نے کسی کو دے دی جو ایمان کے ذرّے پر ملے گی تو وہ اتنی بڑی ہوگی جو پوری دنیا سے بڑی ہوگی اور ۷۲ بہتر بیویاں اس کو ملیں گی اور دس ہزار اس میں خدمت گذار ہوں گے اور دودھ کی نہریں شہد کی نہریں اور پاکیزہ شراب کی نہریں اس میں چلتی ہوں گی اور سونے چاندی کے بنے ہوئے مکانات ہوں گے۔ ان کے جوڑنے کا گارا مشک کا ہوگا، اور جنت کی زمین کی مٹی زعفران کی ہوگی اور پتھر اور کنکر ہیرے جواہرات کے ہوں گے۔ اور جو نعمت وہاں پر ملے گی کبھی چھینے گی نہیں اور جنت میں جانے والا ہر آدمی جوان ہوگا۔ اور اس کی جوانی کبھی ختم نہیں ہوگی۔ مرد بھی عورتیں بھی ۳۰/۳۵ سال کے ہوکر جنت میں جائیں گے چاہے مرتے وقت ان کی عمر نوّے سال کی ہوئی ہو اور پچاس کروڑ سال کے بعد اگر جنتی کو دیکھا جائے گا تو ویسا

ہی جوان ۳۰/۳۵ سال کا ہو گا۔ جوانی بڑھی ختم نہیں ہوگی اور زندگی جو ملی کبھی ختم نہیں ہوگی اور موت کا وہاں پر ڈر نہیں مکانات کے بوسیدہ ہونے کا ڈر نہیں، نہروں کے سوکھ جانے کا خطرہ نہیں۔ مرد ایک جگہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے مسہری پر اس مرد کی بیوی دوسری جانب تکیہ لگا کر بیٹھی ہوگی۔ مسہری اور سارا ایک عجیب و غریب منظر ہوگا۔ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون نہ تو آگے کا کوئی ڈر اور نہ پیچھے کا کوئی غم نہ نوجوانی کے ختم ہونے کا غم اور نہ ہی زندگی کے ختم ہونے کا غم کسی قسم کا کوئی غم بھی نہیں۔ تیز رفتار اور اعلیٰ قسم کی سواریاں اگر دوسری جنتوں میں جانا ہو تو وہاں پر بھی جانے کی اجازت ملے گی اور ہفتہ میں ایک مرتبہ کم از کم اللہ تعالیٰ کی زیارت اور دیدار یہ اتنی بڑی نعمت ہوگی کہ ساری نعمتیں اس کے سامنے ماند ہوں گی اللہ کو اس دنیا میں کسی نے اگر نہ پہچانا اور اللہ کی معرفت اگر کسی کو نہ ملی تو زندگی بیکار ہو گئی۔ اللہ کی معرفت جس کو مل جاتی ہے اور ایمان والا آدمی بن جاتا ہے تو پھر اللہ کی زیارت وہاں پر ہوتی ہے اور یہ ساری جنت کی نعمتوں میں اعلیٰ قسم کی نعمت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہمت افزائی فرماتے ہیں دلجوئی فرماتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں تجھے اور کچھ چاہیئے تو وہ یہ کہتا ہے اے اللہ ہر اعلیٰ کی نعمتیں تو نے ہمیں دے دیں اب ہم تجھ سے اور کیا مانگیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ایک نعمت میں تمہیں اور دیتا ہوں وہ یہ کہ میں تم سے راضی ہو گیا میں تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔ کیونکہ اللہ کا ناراض ہونا بہت بڑی مصیبت اور اللہ کا راضی ہونا بہت بڑی نعمت ہے۔ سورۂ فاتحہ میں ہی دو دعائیں مانگی جاتی ہیں کہ "۔ انعمت علیھم والے راستے پر ہمیں چلانا غیر المغضوب علیھم والے راستہ پر

ہمیں مت چلانا۔ انعمت علیہم والا راستہ وہ ہے جو اللہ کی رضامندی پر پورا ہوتا ہے اور مغضوب علیہم والا راستہ وہ ہے جو اللہ کے غضب اور اللہ کی ناراضگی پر پورا ہوتا ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ وہاں پر حالات دنیا کی طرح نہیں ہوں گے دنیا کے اندر اگر کسی کو سزا ہوتی ہے تو وہ پانچ چھ فٹ کے بدن کو ہوتی ہے لیکن اگر جہنم کے اندر سزا ہوگی تو وہ اتنا بڑا بدن بنا دیا جائے گا کہ ایک داڑھ احد پہاڑ کے برابر۔ اور کھال اتنی موٹی اور لمبی کہ تین رات تک اگر چلو تو تب جا کر اس کی کھال پوری ہو اتنا بڑا بدن بنا کر سانپ اونٹ کے برابر اور بچھو خچر کے برابر ایک مرتبہ کاٹیں تو چالیس سال تک تکلیف باقی رہے (اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے) اور آدمی پریشان چاروں طرف سے فرشتوں کا ہتھوڑوں سے مارنا آگ کا جلانا اندھیرے کا ستانا اس آگ کے اندر اندھیرا سانپ اور بچھوؤں کا کاٹنا بھوک اور پیاس کا ستانا اور آدمی پریشان بھاگنا چاہے گا۔ تو دروازے بند ملیں گے بڑے بڑے فرشتوں کے پہرے ملیں گے اور فرشتوں سے کہے گا کہ تم ہماری کچھ مدد کرو تو فرشتے مختلف لائینوں کے جواب دیں گے۔ فرشتے کہیں گے اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَذِیۡرٌ الآیہ کیا تمہارے پاس کوئی سمجھانے والا نہیں آیا تھا؟ چونکانے والا بتانے والا دنیا کے اندر نہیں آیا تھا؟

قَالُوۡا بَلٰی قَدۡ جَآءَنَا نَذِیۡرٌ فَکَذَّبۡنَا وَقُلۡنَا مَا نَزَّلَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ ۚۖ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ کَبِیۡرٍ وَقَالُوۡا لَوۡ کُنَّا نَسۡمَعُ اَوۡ نَعۡقِلُ مَا کُنَّا فِیۡۤ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ فَاعۡتَرَفُوۡا بِذَنۡۢبِہِمۡ ۚ فَسُحۡقًا لِّاَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ ۔

وہ کہیں گے کہ بیشک ہم کو سمجھانے والے آئے تھے تو ہم نے ان کو جھوٹا سمجھا۔ ہم یہ سمجھے کہ جنت اور دوزخ یہ خیالی چیز ہے کچھ بھی نہیں دل بہلانے کی یا دھمکانے کی ایک چیز ہے ہم کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ واقعہ ہوگا کاش کہ اس دن ہم یہ مان لیتے یا سن لیتے یا سمجھ لیتے تو آج کے دن ہم جہنم کے اندر نہ ہوتے اپنے گناہوں کا وہ اعتراف اور اقرار کریں گے۔ لیکن یہ اعتراف اور اقرار کرنا وہاں ان کے کام نہیں آئے گا۔

داروغہ جہنم سے فریاد بہت بڑا ایک داروغہ اور فرشتہ ہوگا اس سے وہ یہ کہیں گے کہ تو اپنے پروردگار سے یہ دعا کر

وَنَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ قَالَ اِنَّکُمْ مّٰکِثُوْنَ

اس داروغہ کا نام مالک ہوگا وہ اس سے کہیں گے کہ اے مالک تو اپنے پروردگار سے کہدے کہ ہم کو بالکل ختم کردے وہ کہے گا کہ ایسا نہیں ہوگا اب تو تم کو یہیں پر رہنا ہوگا۔ الگ الگ جواب دیں گے۔

شیطان سے مدد طلب کریں گے شیطان سے کہیں گے کہ تیری بات ہم نے مانی اور ہم یہاں پر آئے تو ہمارا ساتھ دے وہ کہے گا۔

فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ

نہ تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اور نہ تم میری مدد کر سکتے ہو میں نے تم کو غلط بات کہی تو تم نے کیوں مانی اللہ تم سے صحیح کہہ رہا تھا اس کی کیوں نہیں مانی یہ

شیطان کا ان سے جواب ہوگا چاروں طرف سے مایوس ہوکر پھر دیکھیں گے کہ بڑے بڑے چوہدری بڑے بڑے ذمہ دار دنیا کے اندر جب کوئی بات پیش آتی تھی تو ان کے پاس جاتے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ ہم پریشانی میں ہیں۔ ہماری پریشانی دور کرو تو وہ بڑے بڑے لیڈر اور دیوتا اور بڑے بڑے چوہدری اور سرداروں کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم اس پریشانی میں ہیں چاروں طرف سے ہمیں سانپ کاٹتے ہیں فرشتے مارتے ہیں آگ جلاتی ہے بھاگ نہیں سکتے۔

دنیاوی لیڈروں سے فریاد

فرشتے ذرا بھی ہم پر رحم نہیں کرتے شیطان ہمارا ساتھ نہیں دیتا تم ہمارے بڑے ہو تم ہمارے لیے کوئی راستہ سوچو تو وہ لوگ کہیں گے۔ استبرا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا ہم لوگ تمہارے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتے ہم بری الذمہ ہیں تو اب یہ چھوٹے لوگ کہیں گے کہ اب کے اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں بھیجا تو اب ہم تمہاری پارٹی میں نہیں ہونگے اس لیے کہ تم نے ہم کو غلط راستہ بتلایا اور پھر وہ بد دعا کریں گے۔

رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا

سرداروں پر بد دعا

اے اللہ ہم نے اپنے سرداروں کی مانی اور ہم نے اپنے چوہدریوں کی مانی لیکن انھوں نے ہم کو تیرے راستہ سے ہٹا دیا اے اللہ تو ان کے اوپر دوگنا عذاب ڈال دے اور اے اللہ تو ان کے اوپر اپنی لعنت کو برسا میرے محترم دوستو ایک بہت بڑا منظر

کل قیامت کا آنے والا ہے اور اس میں کھرے کھوٹے کا فیصلہ ہوگا یہ خبر انبیاء علیہم السلام نے اللہ کے پاس سے لاکر ہمیں دی اس کی تیاری کرنے کا زمانہ اس دنیا کا زمانہ ہے مرنے کے بعد پھر کوئی تیاری نہیں کر سکتا۔ جب قبر میں آدمی چلا جاتا ہے تو پھر حالات بڑھ گئے چاہے اچھے ہوں یا برے لیکن انتظام کی طاقت ختم ہو گئی موت کے معنے کیا ہیں۔ انسان کے اندر انتظام کی طاقت کا ختم ہو جانا دنیا کے اندر اگر خدانخواستہ سانپ آجائے تو آدمی ڈنڈے سے مارے گا یا کم از کم بھاگ جائے گا آگ لگ جائے تو پانی سے بجھائے گا اگر روشنی بند ہو جائے تو آدمی ٹارچ وغیرہ جلائے گا اور بھوک لگ جائے تو کھانا وغیرہ جاکر کھائے گا اور اگر پیاس لگے تو ڈول رسی سے کھینچ کر پانی پی لے گا یہاں آدمی پر اگر کوئی حال آوے تو اس کی قوت انتظام موجود ہے اور موت کے یہ معنی ہیں کہ آدمی کے اندر سے قوت انتظام ختم قبر کے اندر سانپ تو آیا ہٹانے کی طاقت ختم اندھیرا آیا اجالا لانے کی طاقت ختم پٹائی ہو رہی ہے اس سے بچنے کی طاقت ختم

دنیاوی سامان کام نہیں آئیگا

اگر پانچ دس ڈنڈے رکھ بھی دیں رشتہ دار تو دنیا کے ڈنڈوں سے قبر کے سانپ نہیں مرتے اور دنیا کے پانی سے قبر کی آگ نہیں بجھتی۔ دنیا کے ٹارچ سے قبر کا اندھیرا دور نہیں ہوتا اور دنیا کی چیزوں سے قبر کے اندر سہولت نہیں ملتی وہاں جب آدمی دیکھے گا کہ کوئی راستہ نہیں تو پھر وہ اللہ سے یوں کہے گا اے میرے اللہ میرے کو تو واپس لوٹا دے اتنا تو وہ بھی جانے گا کہ قبر میں کچھ نہیں کر سکتا۔ یہاں پر تو میں نماز نہیں پڑھ سکتا یہاں پر میں روزہ نہیں رکھ سکتا تسبیح تلاوت نہیں کر سکتا۔

اے اللہ تو مجھے واپس بھیج دے. کتنی بڑی دولت یہ دنیا کی زندگی تھی جو میرے ہاتھ سے نکل گئی اب میرے کو معلوم ہوا کہ دنیا میں اگر ایک مرتبہ سبحان اللہ کہتا تو میرے کو بدلہ ملتا۔ دنیا میں اگر دعوت کا کام کرتا تو جتنے انسانوں میں دعوت کا کام پہنچتا اور جتنے انسانوں میں دینداری آتی ان سب کے برابر میرے کو اے اللہ اجر ثواب ملتا۔ اب میرے کو تو دنیا میں واپس بھیج دے اب میری سمجھ میں بات آگئی اب میں دنیا میں جاکر اچھے اچھے کام کروں گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کلاّ بالکل نہیں ۔

اور دیکھو ایک بات میں بتادوں ا دنیا

دنیاوی تکلیفوں کا سبب

کے اندر انسان پر غم تکلیف اس لیے آتی ہے تاکہ انسان الٹا راستہ چھوڑ دے اور سیدھے راستہ پر آئے۔ دنیا کے اندر یہ تکلیفیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہیں دنیا کے اندر جب کوئی غلط راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ تنبیہ کے طور پر تکلیفیں ڈالتے ہیں اور ان تکلیفوں کا منشاء اور ان میں مصلحت اللہ کی ہوتی ہے وہ یہ کہ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔ بار بار اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ چھوٹی تکلیفیں میں ڈالتا ہوں تاکہ تم پلٹ کھا جاؤ یعنی ضلالۃ چھوڑ دو اور صحیح راستہ پر آجاؤ! دیکھو میرے محترم دوستو یہ باتیں جو میں آپ کو بتلا رہا ہوں یہ باتیں بتلانا کام نبیوں کا یہ باتیں موسیٰ علیہ السلام کے بتانے کی تھیں اور عیسیٰؑ و حضرت نوح علیہما السلام کی انبیاء علیہم اسلام دعوت دیا کرتے تھے لوگوں کے دلوں میں اللہ کی عظمت اور بڑائی پیدا کیا کرتے تھے. مرنے کے بعد والی زندگی انہیں بتلاتے تھے. اور چھپی ہوئی باتیں اللہ ان پر کھولتا تھا وہ انہیں بتایا کرتے تھے اور اللہ کی بڑائی کو اتنے زوروں پہ بیان فرماتے تھے تاکہ ان کا ذہن بنے یہ کام تھا نبیوں

کا لیکن حضور علیہ السلام پر اللہ تعالے نے نبوت کو ختم کر کے اب یہ سارا کام امت پر
ڈال دیا تو میں بحیثیت امتی ہونے کے ان باتوں کو آپ حضرات کے سامنے بیان کرتا
ہوں اور آپ حضرات بحیثیت امتی ہونے کے اس دعوت کو لے کر پورے عالم میں
پھیل جایئے کیونکہ لوگ اگر بغیر ایمان کے مرجائیں گے تو مرنے کے بعد ان کے پاس کوئی
راستہ نہیں مرنے سے پہلے اگر ان کا ذہن بنایا جائے تو ان کا ذہن بن سکتا ہے
اور اگر ان کا ذہن بنا وہ ایمان وعمل کی طرف آگئے تو میں سچ کہتا ہوں وہ ایسی قدر کریں
گے اور جتنے آدمی دینداری پر آتے چلے جائیں گے ان سب کے برابر آپ کو ثواب
ملے گا۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کو وقت ملا دنیا میں کام کا زیادہ لیکن کام ملا تھوڑا حضرت
نوح علیہ السلام کو کام کتنا ملا۔ صرف اپنی قوم کے اندر دین کا کام کرنا تھا اِنَّا اَرْسَلْنَا
نُوحًا اِلٰی قَوْمِہٖ لیکن دعوت کی لائن کی عمر کتنی ملی ساڑھے نو سو سال تو ہر نبی کو
کام ملا تھوڑا اور وقت ملا زیادہ لیکن

ہمارے نبیؐ کے کام کی مدت

ہمارے نبی علیہ السلام کو اللہ نے کام دیا زیادہ، پورے دین کو زندہ کرنا
لیکن وقت کتنا ملا۔ ۴۰ سال کی عمر میں آپ کو نبوت ملی اور ۶۳ سال کی عمر میں آپ
اس دنیا سے رحلت فرما گئے تو وقت ملا آپ کو صرف ۲۳ سال کا حضور علیہ السلام صرف
نماز کو یا صرف روزہ کو زندہ کرنے کے لیے تشریف لائے ہوں ایسی کوئی بات نہیں
بلکہ ہر ہر شعبہ میں دین زندہ ہو جائے اگر اللہ نے چھوٹی سی دوکان دی ہے تو اس چھوٹی
سی دکان کے اندر دین زندہ کر دو اور اگر اللہ نے ایک چھوٹا سا گھر ایک بیوی دو بچے
دیئے ہیں تو ان میں دین زندہ کر دو۔

دینی محنت اور ملک و مال

اس کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے جب ہمارے ہاتھ میں ملک و مال آئے گا تو پھر دین زندہ کریں گے۔ جب تو اپنی دکان اور اپنے گھر میں دین کو زندہ نہیں کر پاتا تو پورے ملک میں کیا امید رکھیں گے کہ تو دین کو زندہ کرے گا بھائی تیرے بس میں جتنا ہے اتنا دین تو زندہ کرلے پھر دوسری بات یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں دین کی دعوت کا جتنا کام حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کے صدقے مرحمت فرمایا دنیا میں کہیں بھی جاکر یہ کام کیا جب تک لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا اس وقت تو لوگوں نے مخالفت کی۔ لیکن جب ان کے ذہن میں یہ بات آگئی کہ یہ لوگ ہم سے کچھ نہیں چاہتے بلکہ ایمان کا زندہ کرنا۔ اخلاق کا زندہ کرنا انسان میں انسانیت کا لانا یہ چاہتے ہیں اور عملاً لوگوں کو تجربہ بھی ہو گیا کہ جو لوگ اللہ کے دین کی محنت میں لگے تو انہوں نے رشوتیں چھوڑ دیں۔ انہوں نے دھوکہ دینا چھوڑ دیا اور بیٹوں نے باپ کی فرمانبرداریاں شروع کر دیں اور شوہروں نے بیویوں کے حقوق اداکرنے شروع کر دیئے اور ان کے دلوں میں آخرت کا فکر آیا پھر جتنے مخالفت کرنے والے تھے ان کے دلوں میں بھی ان کی محبت پیدا ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے کام کو آسان کر دیا ایسی جگہوں میں جہاں دہریت کی فضا ہے اللہ نے وہاں پر ہدایت کے علمبرداروں کو اپنی قدرت سے کھڑا کر دیا۔ دین کا پھیلانا کام خدا کا ہے اور قلوب انسانیہ میں ہدایت کا اتارنا یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے۔ لیکن یہ دنیا چونکہ دارالاسباب ہے اور ہر چیز سبب اختیار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس چیز کو وجود میں لاتے ہیں مرد و عورت ملتے ہیں تو اولاد پیدا ہوتی ہے اولاد کا پیدا کرنا کام خدا کا ہے لیکن سبب کے درجے میں افرأیتم ماتمنون مرد و عورت کا ملنا ضروری

ہوگا یوں اللہ کو قدرت ہے کہ مرد و عورت کے ملے بغیر بھی انسان بنا دے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے بنایا اور حضرت حوّا کو بغیر ماں کے بنایا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بغیر باپ کے بنایا۔

قدرت تو اللہ کی ہر چیز پر ہے لیکن ترتیب اللہ کی ہر چیز کے لیے یہ ہے کہ انسان اسباب اختیار کرے اس کے بعد ارادہ اگر اللہ کا ہو جائے تو اس پر نتیجہ ضرور مرتب ہوگا اسی طرح پورے عالم کے بسنے والوں کے دل تو ہیں اللہ کے قبضہ میں اور اللہ کے ایک اشارہ اور ایک ارادہ پر سب کے دلوں میں ہدایت آسکتی ہے لیکن چونکہ اللہ نے دنیا کو دارالاسباب بنایا ہے اسی بنا پر جیسے انبیاء علیہم السلام نے جان و مال کی قربانی کے ساتھ دعوت کی اس لائن پر محنت کی، ایسی دعوت کی محنت جب یہ امت کرے گی تو پھر اللہ تعالٰی قلوب انسانیہ کو اپنی طرف پلٹ دیں گے اس کا تجربہ صحابہ اکرام کے دور میں اور آج کے دور میں بھی ہوا۔ جہاں پر صحیح اصولوں کے ساتھ جانی اور مالی قربانیوں کے ساتھ نقل و حرکت ہوئی تو وہاں کے رہنے والے انسانوں کے قلوب کو اللہ تعالٰی نے پلٹ دیا اور ایک عمومی فضا دین کی بنی ماحول دین کا بنا۔

عناد و ہٹ دھرمی باعثِ محرومی

لیکن میرے محترم دوستو! جب آدمی عناد کی وجہ سے، یا ضدی پنے کی وجہ سے یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہٹ دھرمی پر آجائے تو کتنا ہی دینی ماحول بنے اسے ہدایت نہیں ملتی جیسے فرعون سمجھ تو ساری بات گیا لیکن اسے ہدایت نہیں ملی جادوگروں کو مل گئی جو اس کی حمایت میں آئے تھے یہ مطلب نہیں کہ فرعون سمجھا نہیں تھا۔ لیکن اس کے اندر ضد ہی پنا تھا۔ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ

ظُلْماً وعلُوًّا تو پھر چاروں طرف دعوت کی وجہ سے ماحول ایمان کا بنے گا تو پھر سلیم الفطرت قسم کے جو انسان ہوں گے جن کے دلوں میں ہٹ دھرمی عناد اور ضدی پن نہیں ہوگا. اللہ تعالیٰ ان کے قلوب کو ایمان کی طرف پلٹ دیں گے. البتہ ضدی پنے والا اور عناد و عصبیت والا آدمی محروم رہتا ہے. جب تک وہ عناد پر رہے ابو جہل بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری بات سمجھ چکا تھا.

ابو جہل کا خاندانی عناد آڑے آیا

اس کے تنہائیوں کے جملے جب ابو سفیان نے تنہائی میں جا کر اس سے پوچھا تو اس نے صاف کہہ دیا کہ ہمارے خاندان میں اور رسول اللہ کے خاندان میں چپقلش سالہا سال سے چل رہی ہے انہوں نے حاجیوں کو پانی پلانا شروع کیا تو ہمارے خاندان نے بھی حاجیوں کو پانی پلانا شروع کر دیا آگے نہیں بڑھنے دیا. انہوں نے حاجیوں کو کھانا کھلانا شروع کیا تو ہمارے خاندان نے بھی کھانا کھلانا شروع کر دیا آگے نہیں بڑھنے دیا. لیکن اب ہمارے درمیان ایک بات ایسی آگئی کہ ان کے خاندان میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ حضرت محمدؐ ہیں اور دعویٰ کر کے اس کی دلیل بھی لے آئے اب یہاں پر ہم بیکس و بے بس ہیں ہم کسی آدمی کو نبوت کا دعویٰ کروا نہیں کر سکتے چنانچہ جب حضور علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا تو انہوں نے دلیل مانگی کہ آپ جو یہ کلام اللہ کا ہمارے پاس لاتے ہیں یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ یہ تم اپنی طرف سے گھڑ کر لائے ہو تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت آسان ترکیب میں بتاتا ہوں.

قرآن کا چیلنج پوری دنیا

اپنی نبوت کے قبول کرنے کی وہ یہ کہ جیسا کلام میں بنا رہا ہوں بے پڑھا تم سارے پڑھے لکھے مل کر ایسا کلام بناؤ نہیں کر سکتے تو فرمایا چلو ایک آیت بنالو۔ فَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ۔ بدر کے اندر یہ اور شیبہ اور ولید یہ سارے کے سارے گلہ کٹوانے کو تیار ہیں لیکن قرآن پاک جیسی ایک سورت بنانے کو تیار نہیں یہ اگر ان کے بس میں ہوتی تو گلہ کٹوانے سے آسان صورت بنا کر لے آتے اور یہ کہہ دیا گیا کہ نہ تو تم بنا سکتے ہو اور نہ قیامت تک اگر سارے مل جل بھی جائیں تو نہیں بنا سکتے۔

میرے محترم دوستو! جب نبی اللہ کی طرف سے کوئی بات کہتا ہے اور وہ بات عام نظروں کو دکھائی نہیں دیتی اور عام آدمیوں سے وہ منوانی ہوتی ہے تو نبی کو سب سے پہلے اپنی نبوت کی دلیل پیش کرنی ہوتی ہے اور ہر نبی معجزہ لے کر آیا اور نبی کا معجزہ آسان تھا اس لیے کہ ہر نبی بات کرے گا جنت کی جہنم کی عذاب کی قبر کی اور یہ وہ ساری چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتیں اور جو چیز آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتی وہ چیز بتانے والا پکا اور صحیح ہو تو مانی جائے گی ورنہ نہیں مانی جائے گی اس لیے اللہ جل جلالہ نے جسے اپنا نبی بنا کر بھیجا اس کے ساتھ معجزہ بھی دیا۔

حضرت موسیٰؑ کا معجزہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسا آسان سا معجزہ دیا کہ جادوگر جو بالکل فرعون کی حمایت میں آئے تھے انہوں نے جب ڈنڈے کو سانپ بنتے دیکھا تو وہ سارے سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت ہے اور ان جادوگروں نے سمجھ لیا کہ موسیٰ علیہ السلام جب اللہ

کے بنی ہیں تو نبی کی بات کا نہ ماننا اپنے آپ کو تباہ و برباد کرنا ہے۔ فوراً سارے کے سارے سجدہ میں پڑ گئے اور ایمان لے آئے۔ انہیں یہ بات معلوم تھی کہ ہم اگر ایمان لے آئے تو فرعون نے جن انعامات کے دینے کا اعلان کر رکھا ہے ان سے ہم محروم رہیں گے۔ بلکہ فرعون بڑی سخت قسم کی سزائیں دیتا ہے تو سخت قسم کی سزاؤں میں ہمیں جانا ہوگا۔ لیکن ایمان والے بنے اور فرعون سے کہہ دیا کہ تیرا اگر بس چلتا ہے تو ہماری موت تک چلتا ہے ہم مر جائیں گے تو اس کے بعد تو کچھ نہیں کر سکتا۔

اٰمنّا بِرَبِّ العٰلَمِیۡن ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر جب یہ ایمان لائے جادوگر جو فرعون کی حمایت میں آئے تھے تو تاریخی روایات سے یہ بات ملتی ہے (حدیث نہیں ہے) کہ لاکھوں کا مجمع جو وہاں پر دیکھنے والوں میں تھا وہ لاکھوں کا مجمع ایمان والا بن گیا اور فرعون کی بیگم جو وہاں پر محل سرائے میں تھی وہ ایمان والی بنی اور فرعون کے دربار کا ایک درباری وہ بھی ایمان والا بنا اس نے اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا اور میں بتاؤں اس سے بھی آگے کہ فرعون کے اپنے وجود کے اندر کا بھی یقین بنا کہ یہ بات بوگس نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے لیکن اس بات کو اگر میں مانوں تو میری مونچھ نیچی ہو جائے گی میری ناک کٹ جائے گی بس اس کی سرکشی نے اسے بات کے ماننے سے روکا ورنہ سمجھ میں اس کے بھی آگیا تھا اور اسی کو قرآن کہتا ہے۔

وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا

فرعون کا عناد کی وجہ سے انکار

انکار جو تھا وہ سرکشی کی وجہ سے تھا۔ اپنی بلندی اور بڑائی کی وجہ سے تھا اور ابوجہل کا جو انکار تھا وہ صرف مونچھ کی وجہ سے اور یہ کہ ناک اونچی رہے

اس وجہ سے نہیں تھا کہ بات سمجھ میں نہیں آئی بلکہ حضور علیہ السلام نے ایسی بات کہہ دی کہ آج تک کی رہتی دنیا اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پورے عالم کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا معجزہ مرحمت فرمایا کہ قیامت تک اس امت کے ہاتھ میں اپنے نبی کا معجزہ ہوگا اور وہ معجزہ قرآن پاک ہے تورات زبور اور انجیل جن زبانوں میں لکھی گئیں ان زبانوں کا جاننے والا ہمیں آج تک ایک نہیں ملا ہم انکار نہیں کر رہے کہ نہیں ہیں ہوں گے لیکن ہمیں ان میں سے کسی کی زبان جاننے والا آج تک ایک نہیں ملا لیکن قرآن جس زبان میں اترا اس کے جاننے والے خدا کے دشمن بھی لاکھوں کی تعداد میں دنیا کے اندر موجود ہیں لیکن یہ سارے کے سارے مل کر قرآن جیسی ایک سورت نہیں بنا سکتے۔ حضورؐ مدینہ میں یہودیوں کے مدرسہ میں تشریف لے گئے اور جا کر یہ پوچھا کہ بتاؤ تورات کے اندر یہ موجود ہے کہ آخری نبی آنے والا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں آپؐ نے فرمایا کیا اس آخری نبی کے بارے میں یہ علامتیں لکھی ہیں انہوں نے کہا ہاں لکھی ہیں آپ نے فرمایا وہ نبی میں ہوں لاؤ تورات اور اس کے اندر لکھی ہوئی علامات میرے اندر دیکھ لو۔ اتنی پکی بات۔

یہودیوں کا عناد کی وجہ سے انکار

یہودی سمجھ گئے اور بات ان کی سمجھ میں آگئی لیکن عناد اور ضد ہی پن۔ انہوں نے کہا کہ سارے نبی آئے نبی اسرائیل میں تو نبیوں کا سردار نبی اسماعیل میں کیسے آگیا، کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو صاحبزادے تھے حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحاق حضرت اسحاق کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے جس کا دوسرا نام

اسرائیل تھا تو دو سلسلے چلے ایک بنی اسرائیل کا دوسرا بنی اسمٰعیل کا بنی اسمٰعیل میں تو کوئی نبی نہیں آیا سوائے نبی علیہ السلام کے اور بنی اسرائیل میں ہزاروں کی تعداد میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آئے تو یہودیوں میں یہ عناد تھا کہ اگر یہ نبی بھی بنی اسرائیل میں آتے تو ہم مانتے چونکہ بنی اسمٰعیل میں ہیں اس لیے نہیں مانتے! یہ بات یاد رکھنا کہ دعوت کی فضا جب ایمان کے ذریعہ دنیا میں بنتی ہے یا کہیں بھی تو جو سلیم الفطرت قسم کے لوگ ہوتے ہیں جنہیں عناد ضدی پنا اور ہٹ دھرمی نہیں ہوتی۔ اللہ پاک انہیں ہدایت سے محروم نہیں فرماتے۔ محروم ہدایت سے وہی شخص رہتا ہے جس میں ضدی پن ہو جس نے اس کی دل کی استعداد کو ختم کر دیا ہو۔

میرے محترم دوستو! ہمیں نہیں معلوم کہ کس کے دل کی صلاحیت باقی ہے اور کس کے دل کی صلاحیت ختم ہو گئی ہے کیونکہ بعض مرتبہ وہ شدید مخالفت کرنے والا ایک موقعہ ایسا آتا ہے کہ اس کے دل میں بھی اطمینان پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایمان والا بن جاتا ہے۔ جیسے علیہ السلام کے زمانہ میں ابوسفیان نے کتنی مخالفت کی اور صہیب ابن عمرو اور صفوان ابن امیہ اور ادریس ابن عمرو بلی نے کتنی مخالفت کی اسی طرح ابولہب کے بیٹے عتبہ نے

مخالفت کرنیوالوں کے دل بالآخر نرم پڑ جاتے ہیں

لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ جتنے مخالفت کرنے والے تھے ان میں بہت سے ایمان والے بن گئے اور ایسے ایمان والے بنے کہ انہوں نے ایمان کو دنیا میں پھیلانے کے لیے اپنی جان، مال تاب کو قربان کر دیا اور اللہ کے راستے میں اپنے آپ کو شہید بنا لیا اس بنا پر ہم دنیا کے

کسی آدمی کے ہدایت پر آنے سے ناامید نہ ہوں ہمیں پوری دنیا کو اپنا میدان بنانا چاہیئے۔ تو میرے دوستو! یہ دعوت کا کام تھا۔ انبیاء علیہم السلام کا لیکن ہمارے نبی علیہ السلام کے آنے پر نبیوں کا آنا تو ہو گیا بند وہ نبیوں والا سعادت مندی والا کام۔ خوش نصیبی والا کام امت کو ملا۔ نبیوں کے اس کام سے جیسے اللہ کی رحمت برستی تھی جب یہ امت اس کام کو کرے گی تو ویسے ہی اللہ کی رحمت برسے گی اور ساری دنیا کے انسانوں سے بے دینی ختم ہو کر دینداری آئے گی اور جب دینداری آئے گی تو یہ فضائیں جو پریشانیوں کی بنی ہوئی ہیں تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ اس طریقے سے یہ انفرادی اور اجتماعی پریشانیاں دور کر دیں گے۔ جیسے ناک بند ہوا ایک آدمی اور وہ چونا روشندر رگڑ کر ناک کے پاس لیجائے تو جس طرح اس کا ناک اور دماغ کھلتا چلا جاتا ہے اس طریقے سے اللہ تعالیٰ عالم کی پریشانیوں کو دور کر دیں گے اور آئندہ مرنے کے بعد والی پریشانیاں جو اس سے بھی زیادہ خطرناک قسم کی پریشانیاں ہیں جسکی طرف آدمی کا دھیان بھی نہیں جاتا۔ کیونکہ مرنے کے بعد والی زندگی کو آدمی سرسری سمجھتا ہے اور سرسری اس لیے سمجھتا ہے کہ آنکھوں سے دکھائی نہیں دنیا بہت سے آدمی تو بیچارے اسی کے اندر ڈوب رہے ہیں

ایک دہریہ سے حضرتؒ کی بات چیت

ہم ایک سفر میں ہوائی جہاز میں تھے ایک دہریہ ہمارے پاس بیٹھا ہوا تھا اس سے ہم نے تھوڑی سی بات کی وہ ذرا مانوس ہوا وہ نرک اور دید وغیرہ کو بھی نہیں مانتا تھا اس کا رخ دہریت کی طرف تھا اس نے کہا مولوی صاحب میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اس نے کہا دنیا کے کروڑھا کروڑ

آدمی اللہ کو مانتے ہیں مسلمان بھی ہندو بھی کرسچین بھی یہود و نصاریٰ بھی اور مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ان میں سے کسی نے اللہ کو دیکھا تو نہیں ہے پھر یہ اللہ کو جو دکھائی نہیں دیتا کیسے مانتے ہیں؟ اس نے کہا مولوی صاحب! معاف کرنا میں نے بہت سے جوگیوں سے پوچھا لیکن وہ میرے کو اطمینان نہیں دلا سکے۔ کیونکہ میرے ماں باپ بھی اسی لائن کے تھے چونکہ آپ کی باتوں سے مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ شائد تم مجھے سمجھا سکو کہ جو اللہ ہمیں دکھائی نہیں دے رہا اسے کیسے مانیں! میں نے کہا دیکھو وہ ڈاکٹر تھے اور ٹوکیو سے کوئی ڈگری لے کر بھی آرہے تھے اور اپنے وطن جا رہے تھے، میں نے کہا دیکھو دنیا کے کروڑوں آدمی کروڑوں چیزوں کو مانتے ہیں بغیر دیکھے اور ان ملکوں میں بھی جہاں دہریت پھیلی ہوئی ہے وہاں پر بھی کروڑوں انسان کروڑوں چیزوں کو بغیر دیکھے مانتے ہیں اس نے کہا مولوی صاحب کروڑوں کو تو چھوڑ دیں ایسے دو چار آدمی ہی بتلا دو میں نے کہا ڈاکٹر صاحب ایک شرط ہے کہ بغیر دیکھے جو چیز مانی جاتی ہے وہ کسی علامت اور نشانی سے مانی جاتی ہے یا تو چیز کو دیکھ کر آدمی مانتا ہے اور بغیر دیکھے اس وقت مانتا ہے جب اس کی نشانی اور علامت موجود ہو۔ وہ ذرا سوچ میں پڑا میں نے کہا گھبراؤ نہیں میں تمہیں بتاتا ہوں۔

بغیر دیکھے مانی جانے والی چیزیں

میں نے کہا کہ تمہاری عقل اور میری عقل اور جہاز میں جتنے آدمی بیٹھے ہیں کسی کی عقل دکھائی نہیں دیتی اور بتاؤ زندگی میں آپ نے کوئی ایسا آدمی دیکھا ہو جس کی عقل دکھائی دیتی ہو تو اب عقل کو بغیر دیکھے مانتے ہو یا نہیں اس نے کہا مانتا ہوں میں نے کہا اندازاً نہیں مانتے بلکہ علامت سے مانتے ہیں۔ آپ میرے

کو عقل والا کہہ لیں کیونکہ میرے میں عقل والی نشانی ہے وہ یہ کہ آدمی بہکی بہکی باتیں نہ کرے اور آدمی ڈھنگ کے کام کرے تو اس کے اندر عقل ہے اور جب آدمی کی عقل کھو جاتی ہے تو بہکی بہکی باتیں کرتا ہے پتھر مارتا ہے گالیاں دیتا ہے اس نشانی سے آپ نے عقل کو مانا آپ نے دیکھ کر نہیں مانا اس نے کہا یہ بات تو ہے دکھائی نہیں دیتی بغیر دیکھے نشانیوں اور علامات سے مانا۔ میں نے کہا دوسری مثال آپ کے اندر اور میرے اندر روح ہے جان ہے اور یہ روح اور جان آپ نے کسی کی دیکھی ہے اپریشن جب کرتے ہو آپ تو یہ روح اور جان اس وقت بھی دکھائی نہیں دیتی۔ لیکن روح کو جو مانا بغیر دیکھے نشانی سے مانا وہ نشانی کیا ہے وہ آدمی کی آنکھ دیکھتی ہے کان سنتے ہیں۔ ہاتھ پکڑتے ہیں۔ ناک سونگھتی ہے پاؤں پکڑتے ہیں یہ نشانیاں ہیں ان سے آپ نے پہچان لیا آدمی زندہ ہے۔ سوئے سانپ پر چونٹی نہیں آتی مرے سانپ پر آتی ہے۔ سوئے آدمی کو گدھ نہیں کھاتا مرے آدمی کو گدھ کھاتا ہے۔ میں اور آپ روح کو مانتے ہیں چیونٹی اور گدھ بھی روح کو مانتے ہیں حالانکہ دکھائی نہیں دیتی وہ اور زیادہ سا وُنڈا ہوا اور ہوائی جہاز میں چاروں طرف کا مجمع اور جتنے اردو جاننے والے تھے سب متوجہ ہو گئے میں نے کہا دو چیزیں میں نے بتائیں عقل اور روح دونوں کو بغیر دیکھے مانا۔ ایک تیسری چیز لے لو۔ جنگل بیابان کے اندر کوئی مکان بنا ہوا آپ نے دیکھا تو فوراً یہ بات آپ کے ذہن میں آئے گی۔ کہ یہ مکان خود نہیں بنا کوئی اس کا بنانے والا ہوگا۔ آپ نے اس کے بنانے والے کو دیکھا؟ اس نے کہا نہیں تو میں نے کہا کہ تم نے اس مکان کے بنانے والے کو مانا بغیر دیکھے لیکن آپ یہ نہیں بتا سکتے کہ وہ مکان

بنانے والا کا لاہے یا گوراہے اس نے کہا یہ نہیں بتا سکتا۔ میں نے کہا لیکن اتنا آپ
کو ماننا پڑے گا کہ بنانے والا ہے اس نے کہا مانتا ہوں میں نے کہا مکان نشانی ہے
اس بات کی کہ اس کا کوئی بنانے والا ہے۔ میں نے کہا ایک چوتھی بات لے لو میں
آپ کو ڈاکٹر مانتا ہوں۔ کیونکہ آپ کو کالج جاتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا وہ
سرٹیفکیٹ میں نے نہیں دیکھا۔ لیکن اس کے باوجود میں آپ کو ڈاکٹر مانتا ہوں
کیونکہ وہ نشانی آپ کے اندر ہے کہ آپ بیماروں کو دیکھتے ہیں دوا دیتے ہیں۔
طبیعت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ یہ نشانی ہے اس بات کی کہ آپ ڈاکٹر ہیں۔ اس
نشانی سے میں نے آپ کو ڈاکٹر مانا اس کے بعد پانچویں بات ہے۔ پھر چھٹی بات
نہیں بتاؤں گا کیوں کہ میں تو کروڑوں میں آخر کہاں تک بتاؤں گا پانچویں بات
یہ ہے کہ بے پڑھا بھی اس کو مانتا ہے۔ اس نے کہا وہ کیا میں نے کہا جنگل بیابان
میں کوئی اونٹ گذر گیا۔ ایک دیہاتی نے اونٹ کو جاتے ہوئے تو دیکھا نہیں لیکن
اس کی مینگنی اور اس کے چلنے کے نشانات دیکھ لیے تو اس نے بغیر دیکھے اونٹ کو
مانا کہ نہیں۔ اس نے کہا ہاں مانا۔ میں نے کہا اونٹ دیکھا تو نہیں۔ اس نے کہا نہیں
مینگنی سے اور اس کے پیروں کے نشانات سے۔ تو میں نے کہا کہ بغیر دیکھے ایک
بے پڑھا آدمی اونٹ کو مانتا ہے اس کی نشانی سے تو آپ ڈاکٹر صاحب پڑھے
لکھے اور کروڑوں پڑھے لکھے ان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اس قدر بڑا آسمان اتنی
بڑی زمین اتنا بڑا چاند اور منی کے دو قطروں سے اتنے بڑے انسان کا بننا چھوٹے
سے بیج سے اتنے بڑے درخت کا بننا۔ یہ ساری باتیں اس بات کی نشانی نہیں
ہیں کہ ان کا بنانے والا بھی ہے مینگنی سے اونٹ تو سمجھ میں آ گیا اور آسمان زمین سے

اس کا بنانے والا سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے کہا اس بنانے والے کو ہم اللہ کہتے ہیں اور بغیر دیکھے اس کو مانتے ہیں لیکن نشانی سے مانتے ہیں۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے زمین اور آسمان ہے بغیر کسی کھمبے کے بنا ہوا ہے، ہزاروں سالوں کے گزرنے کے باوجود اس میں کوئی دراڑ نہیں پڑی اور ہزاروں سالوں سے زمین اپنے نظام پر قائم ہے اور اللہ کی نشانی میں سے تمہارے لہجے اور تمہاری آوازوں کا الگ الگ ہونا اور تمہاری صورتوں کا الگ الگ ہونا یہ نشانی ہے اللہ کی۔ اللہ کی صفت خلق کو دیکھئے جتنے انسان اللہ نے بنائے اتنی آوازیں اور صورتیں اللہ نے بنائیں۔

اللہ کے خزانے کے اندر صورتیں اور آوازیں بے حساب ہیں، آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر آج تک جتنے انسان اللہ نے بنائے اور آئندہ جتنے بنائیں گے اتنی آوازیں بنائیں گے حالانکہ ہر ایک کو وہی دو آنکھیں، وہی دو کان وہی ایک ناک وغیرہ یعنی فرق نہیں ہے کہ ایک باپ کے دس بیٹے کہ کسی کو پہچاننے کے لیے تین آنکھیں اور پانچ کان دے دیئے۔ ایسا نہیں ہے۔ خدا نے سب کو برابر کر دیا ہے صورت آپ دیکھیں کہ لاکھوں کی تعداد میں ہر آدمی کی صورت بدلی ہوتی ہے۔ تو اللہ کے خزانے میں ہر ایک چیز بے حساب ہے۔

دنیاوی چیزیں اور خدائی طریقہ

دنیا چھوٹا برتن ہے یہاں اللہ تعالیٰ تھوڑا تھوڑا ڈالتے ہیں۔ آخرت بڑا

برتن ہے وہاں پر اللہ تعالیٰ زیادہ ڈالیں گے۔ جیسے تربوز کا ایک بیج لے لو۔ اس کے اندر اگر کوئی کہے کہ کروڑوں تربوز ہیں تو یہ بات بھی اس نے پوری نہیں کہی اگر کوئی کہے کہ ایک بیج میں بے حساب تربوز ہیں تو یہ بات اس نے پوری کی۔ اس لیے کہ ایک بیج کو لے کر آپ نے زمین میں ڈالا۔ اس کو پانی دیا اس کی بیل نکلی چار مہینے کے اندر اندر ایسے دس تربوز تیار ہو گئے۔ اب دس تربوز جو تیار ہوئے تو پھر ہر تربوز کے اندر بیسیوں بیج ہیں اور ہر بیج کے اندر دسیوں تربوز ہیں۔ لیکن اللہ پاک نے ایسا انتظام کیا کہ سارے تربوز ایک ساتھ ہی تیار نہیں ہو جاتے ورنہ اللہ پاک تو اس پر قدرت رکھتے ہیں کہ یہ دھیمے دھیمے جو دے رہے ہیں سارے ایک دم دے دیں تو یہ زمین و آسمان کا سارا خلاء تربوزوں سے بھرا ہوا ہو۔ ریل اور موٹر اور ہوائی جہاز اپنی اپنی جگہ پر جام ہو جائیں۔ ہم اور آپ اپنی اپنی جگہ پر جام ہو جائیں۔ ایک دوسرے کو دیکھنا مشکل ہو جائے۔ پھر آسمان و زمین کے اندر جتنے تربوز ہوں گے ان میں سے ہر ایک میں پھر بیسیوں بیج اور دسیوں تربوز ہوں گے۔ اگر کوئی کہے کہ ایک بیج میں بے حساب تربوز ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایک ذرے میں کائنات بھر رکھی ہے لیکن اللہ جل شانہٗ اس دنیا میں دھیمے دھیمے ہر چیز کو چلاتے ہیں ایک دم سے نہیں چلاتے اب دیکھیں تربوز جو نکلا اس کے اندر کا لال لال گودا کھایا انسان نے اور اس کے اوپر کا موٹا چھلکا کھایا بھینس نے۔ اور اس کے اندر کے دانے یہ کھائے مرغی نے۔ مرغی نے جو دانے کھائے تو اس کے اندر بنا انڈا اور بھینس نے جو چھلکا کھایا تو اس کے اندر دودھ بنا۔ اب اس انسان نے اس گودے کو اگ کھایا انڈے کو اگ کھایا اور دودھ کو اگ

بیا۔ یہ سب چیزیں اللہ نے انسان کی تربیت کے لیے بنائی ہیں۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" پالنے والے اللہ ہیں میرے محترم دوستو! یہ ساری باتیں میں اس لیے کر رہا ہوں کہ آپ حضرات کو پورے عالم میں جاکر دعوت دینی ہے اور پورے عالم میں دعوت کی فضا بنانی ہے کیونکہ کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

انسانی بعثت کا مقصد

اور دنیا کے اندر اللہ پاک نے جو ہمیں بھیجا وہ اسی کام کے لیے بھیجا ہے ہمیں کھانے اور کمانے کے لیے نہیں بھیجا۔ کھانا کمانا تو ہماری ایک ضرورت کی چیز ہے تو اس کے اندر ہمیں بقدر ضرورت لگنا ہے ہماری دو حیثیتیں ہیں۔ ایک حیثیت اللہ کے بندہ ہونے کی دوسری حیثیت نبی علیہ السلام کے امتی ہونے کی۔ اللہ کا بندہ ہونے کی حیثیت سے ہمارا مقصدِ زندگی بندگی ہے اور حضور علیہ السلام کا امتی ہونے کے اعتبار سے ہمارا مقصدِ زندگی دعوت ہے۔ عبادت کا معنیٰ اللہ کی بات کو ماننا اور دعوت کا معنیٰ اللہ کی بات کے منوانے کی کوشش کرنا۔ منوانا تو کسی کے بس میں نہیں ہے۔ ہم اپنی بیوی اور اپنی اولاد کا دل بھی نہیں پلٹ سکتے بلکہ خود اپنا دل بھی نہیں پلٹ سکتے اتنے بڑے مجمع کا دل پلٹنا مقرر کے ہاتھ میں نہیں ہوتا بلکہ دلوں کو پلٹ کھلانا خود اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے ذمہ اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے کوشش رکھی ہے۔

دین کا کام کرنے میں رکاوٹ

اور دیکھو ایک بات میں بتاؤں رکاوٹ کیا چیز بنتی ہے۔ دین کا کام کرنے میں رکاوٹ کاروبار اور کھیتی بنتی ہے اس میں ایک بات اچھی طرح سمجھ لو اور ذہن

میں بٹھا لو کہ دنیا، روزی اور مال یہ اللہ ہر آدمی کو اتنی دے گا جتنی اس کے لیے لکھ رکھی ہے۔ اس سے کم اور اس سے زیادہ نہیں دے گا۔ روزی کا معاملہ عقل اور محنت پر نہیں، روزی پر محنت کرنی تو پڑے گی ہر آدمی محنت کرے لیکن ایک بات ذہن میں بٹھا لے کہ روزی محنت زیادہ کرنے پر زیادہ اور کم کرنے پر کم ملے گی یا عقل زیادہ ہو گی تو زیادہ ملے گی اور عقل اگر کم ہو گی تو کم ملے گی۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ زمین اور آسمان کے بننے سے پچاس ہزار پہلے اللہ نے ایک مخلوق بنائی جس کا نام قلم ہے۔

اس کے اوپر علم کا فیضان کیا تو جو کچھ ہونے والا تھا اور جس کو جو ملنے والا تھا وہ سب کچھ اس قلم نے لکھ دیا۔ اب جتنا ہمارے تمہارے لیے اللہ نے لکھ دیا وہ تو اتنا ہی ملے گا۔ ہم دنیا میں تجربہ کر کے دیکھ لیں قرآن کی آیت بتا رہی ہے اور عام تجربہ بھی یہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیَقۡدِرُ

روزی کا تعلق عقل و محنت سے

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے روزی زیادہ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے روزی کم دیتا ہے۔ کہیں آپ یہ نہیں بتا سکو گے کہ زیادہ محنت کرنے پر روزی زیادہ اور کم محنت کرنے پہ روزی کم ملے زیادہ عقل والے کو زیادہ اور کم عقل والے کو کم ملے اور تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ زیادہ محنت پہ اگر روزی زیادہ ملتی تو یہ محنت اور مزدوری کرنے والے زیادہ کماتے اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ محنت اور مزدوریاں کرنے والے بمشکل ۳۰ روپے لیتے ہیں جب کہ ۸ گھنٹے

مزدوری کریں لیکن ایک تاجر بعض مرتبہ سودا کرتا ہے ایک مال کا پندرہ منٹ میں
اور دوسرے پندرہ منٹ میں اسے بیچ دیتا ہے اور پچاس ہزار کا فائدہ ہو جاتا
ہے اسے تھوڑی محنت پر پچاس ہزار روپے ملے اور زیادہ محنت کرنے والے کو
۳۰ روپے ملے۔ اگر معاملہ محنت پر ہوتا تو مزدور کو زیادہ ملتے اور تاجر کو کم ملتے لیکن
ہم اس کا الٹ دیکھتے ہیں۔ بعض دفعہ ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ مزدور کم
عقل والا ہے اور تاجر زیادہ عقل والا ہے تو روزی کا معاملہ عقل پر بھی نہیں ہے۔
کیونکہ بہت سے آدمی دنیا میں دیکھے گئے ہیں جنہیں لکھنا پڑھنا کچھ بھی نہیں آتا۔
اور خود اپنا نام بھی نہیں لکھ سکتے اور انگوٹھا کرتے ہیں لیکن کاروبار ان کا لاکھوں
کا چلتا ہے اور اس کاروبار کو کنٹرول کرنے کے لیے اور اس کا حساب کتاب
رکھنے کے لیے جو منشی رکھے جاتے ہیں بی کام اور ایم کام۔ ان میں سے ہر ایک
منشی کی تنخواہ ۵۰۰/۲ روپے ماہانہ ہے۔ اب جو لوگ بی کام اور ایم کام ہیں ان
کی تنخواہ تو ۵۰۰/۲ ہے اور جو انگوٹھا لگانے والا ہے اس کی روزانہ کی لاکھوں روپے
کی الٹ پلٹ ہوتی رہتی ہے تو اگر معاملہ عقل پر ہوتا تو پڑھا لکھا کروڑپتی اور انگوٹھا
لگانے والا ہزار پتی ہوتا۔

اب دیکھو اس میں کوئی عقل بھی زیادہ نہیں اور کچھ محنت بھی زیادہ نہیں
لیکن اِنَّ اللہ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ والی بات ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے زیادہ دیتا
ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے اس کو تھوڑے وقت میں زیادہ دینا طے
کر دیا تھا زیادہ دے دیا۔ محنت بھی زیادہ نہیں عقل بھی زیادہ نہیں تدبیر
بھی زیادہ نہیں لیکن لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا تھا مل گیا۔ ایک بات اگلی بھی سن لو کہ

دین اور ایمان یہ اللہ آدمی کو اتنا دیں گے جتنا آدمی محنت کرے گا۔ پورا قرآن اسی سے بھرا ہوا ہے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ اور دوسری جگہ ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور اسی طرح سعیٰ لَهَا سَعْيَهَا ہر جگہ کوشش کا ہے کہ جتنی کوشش کروگے اتنا ملے گا لیکن مال و دولت جتنا اللہ نے لکھ دیا ہے اتنا ملے گا۔ بعض دفعہ آدمی کے پاس مال و دولت بہت ہوتا ہے لیکن ڈاکٹر نے اس کو کہہ دیا کہ تو گوشت نہیں کھا سکتا اس لیے کہ تجھے ایسی بیماری ہے کہ گوشت تجھے نقصان دے گا تو باورچی سے کہہ دیا کہ میرے دسترخوان پر میرے لیے دال رکھے تو دیکھیے کروڑپتی کے سامنے تو پڑی ہے دال اور اس کا باورچی غریب آدمی اس کے سامنے رکھا ہے مرغا۔ حلال کا حرام کا نہیں کیونکہ اس نے کہہ رکھا ہے کہ جو تو پکائے اس میں سے تجھے جو کچھ کھانا ہو کھالے۔ اس لئے میرے محترم دوستو! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دل میں یہ بات بیٹھ چکی تھی اس لئے انہوں نے دین کے پھیلانے پر بے حد محنت کر ڈالی اور پورے عالم کے اندر فضاء بنا ڈالی اس لیے کہ ان کے دلوں میں قیمت ایمان کی بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ ۳ رکعت مغرب کی نماز اس کا اصل بدلہ جتنا ہے اللہ تعالیٰ اگر دے ڈالے تو پورے زمین و آسمان کے درمیان سما نہیں سکتا اس لیے اعمال کا بدلہ دینے کی جگہ اللہ تعالیٰ نے آخرت رکھی ہے۔

انسانی سوچ کی سطح

ہر انسان کی ایک سطح ہے اگر وہ اپنے سے اوپر والے کی سطح کو مان لے مثلاً ایک بچہ کی سطح ہے وہ ہے ۲ سال کا۔ ایک ہے اس کے باپ کی سطح وہ ہے ۳۶ سال کا۔ نانا نے بچہ سے کہا

کہ یا تو جلیبی لے لے یا انگوٹھی اور وہ انگوٹھی پچاس لاکھ کی ہے مثلاً اس کے اندر سچا موتی جڑا ہوا ہے یہ بچہ اگر اپنی سطح سے کام کرے گا تو جلیبی لے گا لیکن باپ اسے سمجھاتا ہے کہ جلیبی نہ لے ، وہ کہتا ہے کہ جلیبی بڑی ہے انگوٹھی چھوٹی ہے جلیبی میٹھی ہے انگوٹھی پھیکی ہے۔ یہ باتیں اس نے اپنی سطح سے کہیں لیکن باپ کی سطح بیٹے کی سطح سے اونچی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دیکھو اس انگوٹھی کے اندر جلیبی بھی ہے اور برفی بھی ہے اور اس کے اندر پنکھے بھی ہیں اس میں کار اور بنگلہ بھی ہے تو انگوٹھی کے اندر سب کچھ ہے۔ ۶ سال کا بچہ اسے بالکل نہیں سمجھتا۔ اور وہ اسے دیکھ کر کہتا ہے کہ اتنی چھوٹی سی انگوٹھی میں اتنی بڑی بڑی چیزیں کیسے آجائیں گی۔ بہ اس کا باپ سمجھتا ہے کہ اس انگوٹھی کو جا کر بازار میں بیچا جائے پچاس ہزار روپے نقد ہاتھ میں لے لیا جائے تو پھر جو چاہو خرید و ۔ میرے محترم دوستو! تیس سال کا فرق ہے اس تیس سال کے فرق میں ایک بیٹے نے باپ کی بات مانی جبکہ دوسرے نے نہیں مانی۔ تو ایک نے جلیبی لے لی اور کھا کر منہ میٹھا کر لیا اور دوسرے نے انگوٹھی لے لی تو وقت موجودہ میں وہ جلیبی والا بیٹا اسے کوس رہا اور وہ اسے برداشت کر رہا لیکن جب اوپر کی سطح پر یہ دونوں پہنچے تو جس نے انگوٹھی لی تھی وہ تو بڑے عیش آرام میں ہے اور جس نے جلیبی لی تھی وہ کنگال ہے اور سر پہ ہاتھ رکھ کر یوں کہتا ہے ہائے کاش ۔ میں اس وقت اپنے باپ کی مان لیتا اور اتنا پریشان نہ ہوتا۔

میرے دوستو! اب اس سے آگے چلو۔ ایک تو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ ہماری اولاد ہے۔ ایک تو ہماری شان ہے اور ایک اللہ رب العزت کی شان ہم اتنے چھوٹے کہ چھوٹے ہونے کی کوئی حد نہیں ہے اور اللہ اتنے بڑے اتنے بڑے

کہ بڑے ہونے کی کوئی حد نہیں اب اتنا بڑا اللہ ہمیں نبیوں کے ذریعہ ہمارے اعمال کی قیمت بتلا رہا ہے اور چیزوں کا بے قیمت ہونا بتا رہا ہے۔ اگر اللہ کی اس بات کو جو نبیوں کے ذریعہ ہم تک پہنچی مان لیں تو بیڑہ پار ہے اور جس نے نہیں مانی اس کا بیڑہ غرق ہے: ایک طرف ایک لاکھ روپے کا گاہک آگیا اور دوسری طرف عصر کی نماز کا وقت ہو گیا اب جو آدمی اپنی سطح سے چلے گا تو وہ یہ سوچے گا کہ گاہک میں لگوں گا تو لاکھ ملے گا نماز میں لگوں گا تو پانچ بھی نہیں ملیں گے۔ لیکن اللہ کے بھیجے ہوئے نبی کیا بتا رہے ہیں۔ اللہ کے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ "پوری دنیا کی قیمت اللہ کے نزدیک اگر مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتے لاکھ کی کیا حیثیت ہے

نماز عصر چھوڑنے پر وعید

اور عصر کی نماز کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس آدمی کی عصر کی نماز چھوٹ گئی تو گویا اس کے گھر بار والے اور سارا کاروبار تباہ ہو گیا کَاَنَّمَا وُتِرَ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ یہ اونچی سمجھ کا دنیا دار اور کم سمجھ انسان جلیبی والے بیٹے جیسا انسان یوں سمجھتا ہے کہ عصر کی نماز چھوڑ دی لاکھ روپیہ لے لیا اب گھر آکر دیکھتا ہے۔ بیوی بھی زندہ ہے بچوں کو دیکھتا ہے وہ بھی زندہ اور گھر بھی سلامت ہے اب اس نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو احتراماً اس لیے مان لیا کہ احترام چونکہ اس کے دل میں ہے لیکن اس کا دل اسے نہیں قبول کر رہا جہاں حکم آتا ہے اللہ کے حکموں اور چیزوں کا وہاں چیزوں کو لے لیتا ہے۔ اور حکموں کو چھوڑ دیتا ہے اور جہاں پر احکامات اور حالات کا مقابلہ آجائے

وہاں پر حالات سے متاثر ہو کر احکامات کو چھوڑ دیتا ہے۔ احکامات سے متاثر ہو کر حالات کو برداشت نہیں کرتا لیکن اسے معلوم کب ہو گا اسے موت پر معلوم ہو گا کہ جب دونوں مر گئے لاکھ لینے والا اور نماز پڑھنے والا۔ دونوں قبر میں چلے گئے ادھر سے قبر کا عذاب آیا لیکن دوسری طرف سے نماز آئی نماز نے اسے روک دیا اس نماز پر پانچ روپے اس وقت تو نہیں ملے لیکن بھیانک مصیبت جو قبر میں اس پہ آ رہی تھی اس نماز کی وجہ سے رک گئی اور وہ دوسرا آدمی جس نے نماز چھوڑ دی اور لاکھ لے لیئے اور یہ سمجھ رہا ہے کہ میری بیوی محفوظ میرا مال اور کیپٹل بھی محفوظ اب قبر کا عذاب آیا نماز تو تھی نہیں جو اس عذاب کو روکتی۔ عذاب نے اس کو پکڑ لیا۔ اب اس کی سمجھ میں آیا کہ اگر لاکھ کو چھوڑ کر نماز کو لے لیتا تو آج اس پریشانی سے بچ جاتا ارے دیکھنے کے اندر دکھائی دیتا ہے کہ مر گیا قبر کے اندر چلا گیا۔ بالکل مٹی ہو گیا اب کیا ہو گا۔ ارے اب وہ ہو گا جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔ انسان سمجھتا ہے کہ جب مر گئے تو دوبارہ کیسے زندہ ہوں گے۔ میرے محترم دوستو! دوبارہ زندہ کرنے والا اللہ ہو گا۔ جس نے تجھے آج زندہ کیا ہے بے شک تجھے دکھائی دیتا ہے کہ ذرہ ذرہ ہو گئے۔

لیکن اس وقت تجھے جو سوا پانچ فٹ کا بدن دکھائی دیتا ہے یہ بھی تو اللہ نے ذرات سے بنایا ہے یہ جب ماں کے پیٹ سے نکلا تو سوا بالشت کا تھا اور ماں کے پیٹ میں چند انگل کا تھا۔ اس چند انگل کے بدن کو اللہ نے تین اندھیروں میں بنایا۔ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ماؤں کے پیٹوں میں تین تین اندھیروں

میں ترکیبیں بدل بدل کر بنانا ہے چند انگل کا بچہ لیکن اس میں آنکھ ناک کان ہنسلی پسلی پنجہ اور دانت ایک بھی نہیں اللہ کی شان ہے ۔ کیونکہ اگر وہاں پر دانت بھی بنا دیئے جاتے تو دنیا میں آنے کے بعد ماں کی چھاتی سے دودھ کے ساتھ خون بھی پینا پڑتا اللہ نے وہاں دانت نہیں بنائے ۔

ہمارے اعضا اور خدائی قدرت

اور یہاں جو دانت بنائے اللہ کی پوری قدرت اور پورا قابو ہے ۔

ہمارے دانتوں پر سر کے بال اور ناخن بڑھتے چلے جاتے ہیں اور آپ اس کو کاٹتے چلے جاتے ہیں لیکن اس طریقے پر اگر دانت بھی بڑھنے لگیں تو کتنی تکلیف ہو ۔ اوپر والے دانت نیچے والوں سے ٹکراتے اور آپ کو ڈاکٹر کے پاس دانت گھسوانے کے لیے جانا پڑتا یا گھر کے اندر دانت گھسنے کی مشین رکھنی پڑتی ۔ بہت بڑی مصیبت ہم پر اور تم پر یہ ہوتی ۔ اللہ کا بہت بڑا کرم کہ دانتوں کے بڑھنے کی ایک حد رکھی ہے ۔ اس سے آگے نہیں بڑھتے ۔ زبان کی بھی ایک حد ہے اس سے آگے نہیں بڑھتی کیونکہ زبان اگر بڑھتی تو سینے پر لٹکتی ، ہاتھوں پر اور پاؤں پر اور زمین پر گرتی تو مٹی اس کے اوپر لگتی تو بولنا مشکل اور کھانا مشکل ۔ زبان کو بڑھنے نہیں دیا ۔ اسی طرح پلک کے بالوں کو اللہ نے بڑھنے نہیں دیا ۔ اتنے کے اتنے ۔ اگر پلک کے بال نہ ہوں تو کچرا اندر چلا جائے اور اگر بڑھنے لگیں تو نظر آنا مشکل ہو جائے ۔ اللہ نے ایسا انتظام کر دیا کہ میرے بندہ کی آنکھ میں کچرا بھی نہ جائے اور اس کی آنکھ بھی بند نہ ہو جائے ۔ تو میرے محترم دوستو ! ہمارے دنیا میں آنے کے بعد ہمارے بدن کے ایک ایک حصہ پر اللہ کا قابو ہے اللہ کی قدرت ہے جیسے ماں کے پیٹ میں تو یہ بات بہت

جلدی انسان کی سمجھ میں آجاتی ہے کہ واقعی مرد وعورت نہیں بناتے اس بچہ کو بلکہ اللہ ہی بناتا ہے لیکن اس سے آگے ایک منزل ہے وہ یہ کہ جیسے ہم بنتے ہیں اللہ کے محتاج ہیں اسی طرح ہم پلنے میں بھی اللہ کے محتاج ہیں جیسے اکیلے اللہ نے ہم کو بنایا ایسے ہی اکیلے اللہ ہم کو پالتے ہیں۔ ہم دکان کھیت اور پیسوں سے نہیں پلتے۔ ہم کو اللہ پالتا ہے۔ یہ یقین دلوں کے اندر جب اتر تا ہے تو پھر آدمی کی زندگی میں دین آتا ہے دیکھیں میں آپ کو بتاؤں کہ عالم ارواح کے اندر سارے انسانوں کی روحوں کو اللہ نے جمع کیا اور پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے کہا اے اللہ بے شک تو ہمارا رب ہے۔ ابوجہل قارون فرعون کی روحوں نے بھی یہ کہا کیونکہ وہاں امتحان کی کوئی چیز نہیں تھی ملک و مال روپیہ پیسہ وہاں نہیں تھا۔ وہاں صرف اللہ تھا وہاں پر سارے انسانوں کی روحوں کا اتفاق تھا کہ پالنے والے اللہ ہیں قیامت کا دن جب آئے گا تو وہاں پر انسان یہ کہے گا۔ اور کثر کثر سے کافر بھی ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحاً انا موقنون ؛ سورۃ سجدہ پ۲۱ اے ہمارے پروردگار ہماری آنکھیں کھل گئیں۔ ہمارے کان کھل گئے ہمیں یقین آگیا۔ ہم کو دنیا کے اندر واپس کر اب ہم اچھے عمل کرکے آئیں گے۔ ہماری سمجھ کے اندر بات آگئی کہ یہ ساری چیزیں بے کار ہوگئیں مرنے کے بعد اور اعمال ہی کار آمد ہیں لیکن وہ اعمال ہم نے نہیں کیئے اے اللہ تو ہم کو دنیا میں واپس کر۔ تو وہاں پر بھی ہر ایک آدمی چاہیے کافر اور مشرک ہی کیوں نہ ہو وہ اللہ کو رب کہے گا تو آئندہ زمانہ کا راستہ بالکل صاف ہے کہ سب اللہ کو رب کہیں گے بغیر کسی اختلاف کے اور پچھلے عالم ارواح میں

سب نے اللہ کو رب کہا بغیر کسی اختلاف کے تو پچھلی لائن بھی صاف اور اگلی لائن بھی صاف۔ دونوں لائنیں بالکل کلیئر ہیں اب جو بیچ کی لائن ہے دنیا اس کے اندر بھی ہم کہہ دیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور صرف زبان سے نہیں بلکہ دل کے اندر کی یہ آواز بن جائے تو پچھلی لائن سے پچھلی لائن مل گئی اور اگلی سے اگلی لائن مل گئی اور یہ ہو گیا صراط مستقیم بالکل سیدھا راستہ جو اللہ کی رضا تک پہنچانے والا جو جنت کے اندر پہنچانے والا جو قبر کے اندر خدا کی رحمتوں کو برسوانے والا اور وہ سیدھا راستہ کیا ہے۔ الحمد للہ رب العلمین سبحان ربی الاعلیٰ پالنے والا ایک اللہ ہے اس کا یقین آدمی کے دل کے اندر اتر جائے

دیکھئے ایک دوسرے طریقے سے

بغیر کاروبار اور کھیتی کے پرورش

آپ کو سمجھاتا ہوں۔ ماں کے پیٹ کے اندر بغیر دکان اور کھیتی کے اللہ نے پالا۔ جنت کے اندر بغیر دکان کھیتی کے اللہ تعالیٰ پالے گا۔ اچھا اس دنیا کے اندر ہاتھیوں کو اور چیونٹیوں کو بلکہ وھیل مچھلی کو بھی جو پہاڑوں کے برابر ہوتی ہے اور سینکڑوں انسانوں کے برابر کھا جاتی ہے لیکن اس کا کوئی کاروبار نہیں ہوتا۔ اس کو بھی اللہ تعالیٰ پالتے ہیں۔ سیدھی بات ہے کہ جب ان سب کو اللہ بغیر کاروبار کے پالتے ہیں تو یہ ذرا تھوڑا سا دماغ پر بوجھ ڈالیں کہ کیا یہ چھوٹا سا دو بالشت کا پیٹ اس کی پرورش کے لیے اللہ تعالیٰ ہمارے کاروبار کا محتاج ہو گیا۔ ہرگز نہیں۔ کاروبار کی ترکیب اللہ ہی نے ہمارے سامنے ڈالی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ (الحدیث) کہ تجارت

کرنے والا سچا نبیین صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا تو تجارت قرآن و حدیث میں موجود ہے تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب ماں کے پیٹ اور جنت میں کاروبار کی ترکیب نہیں ہے اسی طرح انسانوں کے علاوہ جانوروں کے لیے کاروبار کی ترکیب نہیں ہے تو انسان کے دو بالشت کے پیٹ کے لیے اللہ نے کاروبار کی ترکیب کیوں رکھی۔ اتنی بات تو آپ کو ماننی پڑے گی کہ حاجت کی وجہ سے نہیں رکھی اللہ پاک جب اتنی بڑی مچھلی کو بغیر کاروبار کے پال سکا تو دو بالشت کے پیٹ کو بھی پال سکتا ہے۔ لیکن کاروبار اس نے ہمارے سامنے امتحان کے لیے ڈالا ہے کہ کون آدمی کاروبار کر کے اپنی پرورش کو اللہ کے ہاتھ میں سمجھتا ہے اور کون پرورش کو کاروبار میں سمجھتا ہے۔ جو اپنی پرورش کو اللہ کے ہاتھ میں سمجھے گا وہ اتنا کرے گا جتنی اجازت ملے گی اور ایسے کرے گا جیسے اجازت ملے گی۔ وہ آزادی کے ساتھ کاروبار میں نہیں لگے گا اس لیے کہ وہ کہے گا کہ میں کاروبار میں پلنے کے لیے نہیں لگا بلکہ پالنے والے کو راضی کرنے کے لیے بیٹھا ہوں تو پھر اس میں اگر تبوک کے موقعہ پر اللہ کے راستہ میں نکلنے کے لیے آیتیں اتر آئیں

اِنْفِرُوا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ہلکے ہو یا بھاری ہر حالت میں نکلو۔

غزوہ تبوک میں نکلنے کا حکم اور نہ نکلنے پر وعید

اب کاروبار کا سیزن تو کاروبار کے سیزن میں جب نکلنے کا حکم ہوا تو جیسے ہم لوگوں پر بوجھ بنتا ہے کہ ایک طرف تو کاروبار کا سیزن دوسری طرف نکلنے کا حکم۔ تو صحابہ کرام بھی

انسان تھے ان پر بھی بوجھ پڑا۔ ان پر جب بوجھ پڑا تو آیات نازل ہوئیں۔

یاایہا الذین اٰمنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا

(الیٰ قولہٖ قدیر) اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا ہے جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں نکلو تو تم زمین پر بوجھل ہو کر بیٹھ جاتے ہو۔ کیا تم دنیا پر راضی ہو گئے آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ الا تنفروا یعذبکم عذاباً الیماً ویستبدل قوماً غیرکم ولا تضروہ شیئاً اگر تم نہ نکلے تو اللہ تعالیٰ تم کو دردناک عذاب دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کو بدل کر لے آئے گا اور تم اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ جب یہ آیتیں اتریں تو صحابہ کرامؓ نے اپنے کاروبار کے سیزن کو چھوڑا اور اللہ کے راستہ میں نکل گئے اس لیے کہ ان کے ذہن میں تھا کہ پالنے والے ہیں اللہ اس لیے جب اس کا حکم ملے گا لگنے کا تو کاروبار میں ہم لگ جائیں گے۔ جمعہ کی نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وذروا البیع کہ کاروبار چھوڑ دو۔ چھوڑ دیا نماز کی طرف چل دیئے اور جب نماز پڑھ لی تو فانتشروا فی الارض زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کی روزی تلاش کرو۔ لیکن اس روزی کو تلاش کرنے کے لیے اللہ نے ایک اور شرط لگا دی۔ وہ کیا واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون۔ دیکھنا اللہ کو بہت یاد کرنا۔ کامیابی تو ملے گی تم کو لیکن کب ملے گی جب اللہ کو بہت یاد کرو گے۔ بہت یاد کرنے کا کیا مطلب یعنی اللہ پاک کے حکموں کا کاروبار میں بہت زیادہ خیال رکھے ایسا نہ ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد سیدھا یہاں سے گیا اور وہاں جا کر حرام طریقے سے کاروبار چلانا شروع کیا تو اس کاروبار کے اندر وہ

آدمی کامیاب نہیں ہوگا آپ کہو گے کہ مولوی صاحب ہم تو اللہ کے حکموں کو توڑ کر بھی کاروبار کے اندر کامیاب ہو گئے اس لیے کہ بہتیرا مال اس طریقے سے ملنے لگا یہ بڑا مغالطہ لگتا ہے انسان کو۔

باوجود نافرمانیوں کے اگر اللہ تعالیٰ ساز و سامان دے تو آدمی یوں سمجھتا ہے کہ اللہ نے بڑی برکت دے دی۔ ایسا نہیں ہوتا باوجود نافرمانیوں کے ساز و سامان کا ملنا وہ برکت نہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے ساز و سامان کا زیادہ ہونا برکت نہیں ہے نافرمانیوں کے ساتھ برکت ہو نہیں سکتی ورنہ قارون کے پاس تم برکت ہی برکت کہو۔ فرمانبرداری کے ساتھ برکت ہوتی ہے۔ فرمانبردار کو اگر اللہ ساز و سامان دے تو وہ سلیمانی اور داؤدی لائن چلے گی۔ اور نافرمان کو اگر اللہ تعالیٰ ساز و سامان دے تو وہ فرعونی لائن چلے گی۔ خوب یاد رکھنا فرمانبردار پر اگر کوئی تکلیف آجائے تو وہ ہماری لائن کی تکلیف ہے اور نافرمان پر اگر کوئی تکلیف آجائے تو وہ قارونی لائن کی ہوگی۔ یہاں تکلیف تو یونس علیہ السلام پر مچھلی کے پیٹ میں بھی آئی اور تکلیف قارون کو زمین میں دھنسنے سے بھی ہوئی۔ لیکن دونوں میں بہت فرق ہے۔

اچھے آدمیوں پر پریشانیاں

بہت سے لوگ ہمیں کہتے ہیں۔ تبلیغ میں نہیں لگا تھا نافرمان تھا پھر بھی میں پریشان تھا اور تبلیغ میں لگ گیا پھر بھی پریشان ہوں بہت سے خطوط ایسے ہمیں آتے ہیں۔ اسی طرح کی بات قوم بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے بھی کہی تھی، اُوذِینَا مِن قَبلِ اَن تاتینا وَمِن بعدِ ما جِئتَنَا کہ ابھی آپ تشریف نہیں لائے تھے ہم نافرمان تھے فرعون ہم کو ستاتا تھا اور اب آپ بھی تشریف لے آئے ہیں اور ہم فرمانبردار

ہو گئے ہیں۔ پھر بھی فرعون ہم کو ستاتا ہے۔ ہماری تکلیفوں میں کوئی فرق نہیں ہے میرے محترم دوستو یاد رکھو آخرت کا معاملہ تو یہ ہے کہ جو آدمی نیک ہوگا اسے راحت ملے گی اور جو آدمی برا ہوگا اسے تکلیف ملے گی۔ یہ طے شدہ بات ہے لیکن دنیا دار الامتحان ہے اور آخرت دار الجزاء وہاں یہ ہوگا کہ بھلے آدمی کو نعمتیں ملیں گی اور برے آدمی پر تکلیفیں آئیں گی۔ اس کا الٹ نہیں ہوگا کہ ایک آدمی بھلا ہے اسے تکلیف ہو وہاں جا کر ہرگز یہ نہیں ہوگا اور ایسا بھی نہیں ہوگا کہ ایک آدمی برا ہے اسے نعمتیں ملیں وہاں جا کر اللہ کے نزدیک جو بھلا ہے اس کو وہاں پر نعمتیں اور اللہ نے جس کو برا قرار دے دیا اس کو وہاں پر تکلیفیں لیکن دنیا کے اندر اس کا الٹ بھی ہوگا۔ کیونکہ دنیا امتحان کی جگہ ہے۔

دنیا اور حشر میں امتحان کی صورتیں

اور یہاں پر اللہ نے امتحان کی دو صورتیں رکھی ہیں قبر میں تین صورتیں :-
مَنْ رَبُّكَ، مَا دِينُكَ، مَنْ نَبِيُّكَ اور حشر میں پانچ صورتیں ہیں :-
عمر کہاں گزاری ؟ جوانی کہاں لگائی ؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا اور جو جانتا تھا اس پر کتنا عمل کیا اور دنیا میں دو باتوں کا امتحان ہوگا۔ کبھی تکلیفیں ڈال کر خدا امتحان لے گا اور کبھی راحتیں ڈال کر خدا امتحان لے گا۔ تکلیفوں میں اگر صبر کیا تو پاس ہو گیا اور اگر مایوس ہو گیا تو فیل ہو گیا۔ راحتوں کے اندر اگر شکر کیا اور نعمتوں کو اللہ پاک نے بڑھا دیا تو پاس ہو گیا اور نعمتوں میں اگر فخر کیا تو فیل ہو گیا۔ دنیا کے اندر بعض مرتبہ نافرمان پر تکلیف آتی ہے اور بعض مرتبہ راحت آتی ہے لیکن نوعیت مختلف ہوتی ہے۔

غور سے سمجھ لو اگر آدمی دنیا کے اندر کوئی گناہ کا کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فوری پکڑ نہیں فرماتے. گناہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں. دیکھو اللہ تعالیٰ کے ہاں ظلم تو بالکل نہیں لیکن ڈھیل بہت ہے. جہنم اور قبر کی جتنی بھی تکلیفیں انسان پر آتی ہیں یہ اللہ کا ظلم نہیں ہے بلکہ انسان کے کرتوت ہیں تو اللہ کے ہاں ڈھیل بہت ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں لیکن ڈھیل دینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ پھر پکڑ نہیں کریں گے. پکڑ کی اللہ تعالیٰ تاریخ مقرر کر دیتے ہیں اور انسان کو ڈھیل دیتے رہتے ہیں. نوح علیہ السلام کی قوم کو ۹۵۰ سال تک ڈھیل دی. فرعون وقارون کو ڈھیل دی. اس ڈھیل کے زمانہ میں اگر آدمی کر لے توبہ اور پکڑ کی تاریخ آجائے تو پھر اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃً ولا یستقدمون تو پھر اللہ تعالیٰ پکڑ کر چھوڑتے نہیں ہیں.

گناہ پر پکڑ فوری نہیں ہے

لیکن اگر گناہ پر اللہ تعالیٰ فوری پکڑ کریں تو کوئی آدمی زندہ نہیں رہ سکتا. ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمھم ما ترک علیٰ ظھرھا من دابۃ ولٰکن یؤخرھم الیٰ اجلٍ مسمًّی تو پھر زمین پر چلنے والا کوئی آدمی نہیں ملے گا اگر ایک آدمی نے زنا کیا تو فوراً فرشتے نے آکر دو ڈنڈے مار دیئے تو وہ فوراً وہیں مر جائے گا. اس لیے غلط کام کرنے والے کو تو اللہ دیتے ہیں ڈھیل اور صحیح کام کرنے والے پر اللہ ڈالتے ہیں آزمائش صحابہ کرام پر ڈال دیا امتحان اور مشرکین مکہ کو دے دی ڈھیل. مشرکین مکہ یہ کہتے تھے کہ ہمارے تو ۳۶۰ اور تمہارا ایک یعنی ہماری کاؤنٹیٹی زیادہ اور تمہاری کاؤنٹیٹی کم. صحابہ کرام نے

انہیں سمجھایا کہ کاؤ نیٹی اس وقت دیکھی جاتی جب کو الٹی ایک ہو. یہاں کو الٹی بدلی ہوئی ہے۔ تمہارے ۳۶۰ اس قدر بودے کہ سب مل کر ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اور اگر ان سے کچھ لے کر بھاگ جائے تو چھڑا نہیں سکتے لیکن ہمارا ایک اللہ اور وہ اتنا طاقت والا ہے کہ اسی ایک نے آسمان زمین چاند ستارے سورج سب کچھ بنایا۔ پھر جو انہوں نے خدا کی تعریف بیان کی تو بہت ہی زیادہ بیان کر ڈالی۔

اس لیے میرے محترم دوستو! چونکہ رسول اللہ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اس لیے ہم پوری دنیا میں پھیل جائیں اور اللہ کی اس قدر بڑائی بیان کریں کہ وہ ہمارے اپنے دلوں میں اتر جائے اور دوسروں کے دلوں میں بھی اتر جائے آج اللہ کو بڑا جانا نہیں۔ اگر آدمی اللہ کو بڑا جانے تو نافرمانی نہیں کر سکتا۔ اگر ہو جائے بھول سے تو فوراً کھٹک پیدا ہو جائے گی اور آدمی اللہ سے توبہ کریگا۔

خدائی طاقت کو نہ سمجھنے کی مثال

دیکھو ایک مثال سے سمجھاتا ہوں اگر چار سال کا بچہ محلہ میں شور مچاتا ہے آپ نے اس سے کہا۔ دیکھ یہاں سے چلا جا ورنہ پولیس کمشنر کو بلاتا ہوں وہ پستول لائے گا۔ بچہ پھر بھی شور مچاتا ہے اب پولیس کمشنر آگیا پستول لے کر تو یہ بچے اس کمشنر کی گود میں بیٹھ کر پستول سے کھیلے گا۔ کیونکہ جانتا نہیں لیکن اسی بچے کو اگر کہہ دو تیری ماں کو میں بلاتا ہوں وہیں سہم جاؤں گا کہ میری ماں کو مت بلاؤ میں جاتا ہوں۔ اور اگر اس کی ماں نے گھر سے نکل کر سو قدم کے فاصلے پر طمانچہ دکھا دیا تو وہیں کان پکڑ لے گا کہ اماں میری توبہ اب میں نہیں کروں گا۔ ذرا سوچو پولیس کمشنر کی طاقت زیادہ ہے ماں کی طاقت سے۔ اور پستول کی طاقت

زیادہ ہے چانٹے سے۔ اب یہ پستول سے نہیں ڈرتا اور چانٹہ سے ڈرتا ہے۔
اس لیے کہ ماں اور چانٹہ کی طاقت کو جانتا ہے اور کمشنر پستول کی طاقت کو نہیں
جانتا۔ اسی طرح عام انسان جو ہے وہ حکومت کی طاقت کو سمجھتا ہے اس کے
باپ سے اگر یہ کہہ دیا جائے کہ میں پولیس کو بلاتا ہوں وہ پستول لے کر آئے گی
تو یہ سہم جائے گا اس لیے کہ یہ پولیس اور حکومت کی طاقت کو جانتا ہے۔ اس
لیے حکومت کے قانون کے خلاف کرتے ہوئے آدمی ڈرتا ہے حالانکہ جتنی طاقتیں
ساری دنیا کی حکومتوں کے پاس ہیں اس سے کہیں زیادہ طاقتیں احکم الحاکمین کے پاس ہیں لیکن آدمی احکم الحاکمین
سے نہیں ڈرتا اس لیے کہ اللہ کے قانون کی بڑائی اس کے دل میں نہیں ہے جیسے
وہ بچہ پستول کو نہیں جانتا اسی طرح اس کا باپ اللہ کو نہیں جانتا۔ اس دنیا میں انبیاء
علیہم السلام اپنی دعوت میں اللہ کی عظمت اور بڑائی کو بیان کیا کرتے تھے۔ اس بنا
پر یہ کام ہم کو کرنا ہے اگر زبان سے اللہ کا اچھا بول بولا تو یہ زبان کا بول بنے گا
لیکن دل کے اندر اگر یہ بات اتر گئی تو یاد رکھو یہ ایمان بنے گا اور جب ایمان بنے
گا تو ایمان پر اللہ کے جو وعدے آسمانوں پر ہیں وہ وعدے زمین پر آئیں گے۔
چنانچہ صحابہؓ نے ان سب کو یہی کہا اور وہ سارے کے سارے حیرت میں
ہیں کیونکہ ان کا تو ہزاروں سالوں کا یہی عقیدہ اپنے بتوں کے بارے میں تھا۔
انہیں تو بہت تعجب ہو رہا تھا۔ اجعل الآلهة الٰهاً واحداً ان هذا
لشئ عجاب بڑا تعجب ان لوگوں کو تم اپنے معبودوں سے چپکے رہو اور ان
کی بات بالکل نہ مانو کیونکہ سارے معبودوں کو چھوڑ کر ایک معبود کو انہوں نے
لیا ہے لیکن صحابہؓ کا وہی جواب تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ ان مشرکین نے طعنے

دینے شروع کئے تم کہتے ہو ایک ہے بچانے والا دیکھو ہم نے تمہارے بلالؓ کو مارا اور ہم نے سُمیہؓ کو مارا اور ہم نے فلاں کو مارا وہ ایک اللہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتا۔ اب یہ بڑی حیرت کا مقام ہے ہر زمانے کے اندر کہ جو اللہ کے نافرمان ہیں وہ مار رہے ہیں اور جو فرمانبردار ہیں وہ مار کھا رہے ہیں۔ اچھا ساتھ ساتھ ایک بات بتا دوں مارنے والے جس بہادر قوم کے تھے مار کھانے والے بھی اسی بہادر قوم کے تھے۔

مسلمانوں کو بدلہ لینے کی اجازت نہ دینے میں حکمت

اور جب بہادر کو بہادر مار رہے تو لامحالہ وہ بدلہ لینے پر آجاتا ہے تو صحابہ کرامؓ کے دل میں یہ بات بار بار اٹھتی تھی کہ یہ ہم کو مار رہے ہیں ہم بھی ان کو ماریں۔ ان سے بدلہ لیں لیکن اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کو اجازت نہیں ملی بدلہ لینے کی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَھُمْ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ الآیہ تم اپنا کام کرتے رہو اور ہاتھ کو روک دو۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی مصلحت یہ تھی کہ جب وہ ماریں گے اور تم مار کھاؤ گے۔ تو تمہارے اندر وہ مایہ تیار ہو گی جس مایہ کے ہونے پر خدا کی مدد نازل ہو گی اور وہ مایہ صبر ہے ایمان کی طاقت تقویٰ ہے۔ یہ اندرونی طاقت آپ کے اندر پیدا ہو گی اور دیکھو ان لوگوں کو بڑا تعجب ہوتا تھا جو یہ کہتے تھے اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ کہ یہ لوگ مار کھا رہے ہیں پھر بھی کہہ رہے ہیں "اللہ" اور یہ ادا اللہ کو اتنی پسند آئی کہ ایک طرف حضرت بلالؓ کو اتنا مارا کہ بے ہوش ہو گئے۔ مارنے والے اس انتظار میں تھے کہ ہوش میں آنے کے بعد ہمارے پیر پکڑے گا اور اللہ کو چھوڑ

دے گا۔ لیکن جب حضرت بلالؓ کو ہوش آیا تو... زبان سے کیا کہنے لگے۔ احد۔ احد ایک ہی ایک ہے۔ انہیں تو یہ ادا رتعجب میں ڈال رہی ہے اور اللہ کو یہ ادا اس قدر پسند آرہی ہے کہ یہ لوگ مصیبتوں کے اندر اللہ ہی کو پکار رہے ہیں۔ میرے محترم دوستو! تکلیف کی حالت میں بھی اللہ کی بڑائی کو بیان کیا جائے۔ اور راحت کی حالت میں بھی اللہ کی بڑائی کو بیان کیا جائے۔ چاروں طرف، دعوت کی فضاؤں میں اللہ کی بڑائی کو بیان کیا جائے اگر وہ اپنی مادی طاقت سے دنیا کو لگارہے ہیں تم اپنی اللہ کی طاقت سے پوری دنیا کو لگا دو اور ساری مادی طاقتیں کڑی کا جالا ہیں۔ اللہ کی طاقت کے مقابلے میں پورے عالم میں وربك فكبّر کی ایک فضا گونج رہی ہو اور ہر جگہ اللہ کی بڑائی بولی جارہی ہو فلاں موقع پر تمہاری مدد نہیں کی۔ وہ طعنے بھی ہم کھاتے چلے جائیں اور اللہ کی بڑائی بھی بیان کرتے چلے جائیں۔ حضرت بلالؓ مار کھاتے ہوئے بھی اللہ کی بڑائی کو بیان کرتے چلے جارہے ہیں اور حضرت سمیّہؓ جان دے رہی ہیں اور جان دیتے ہوئے اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہی ہیں کہ میں جان دے سکتی ہوں لیکن ایمان نہیں دے سکتی۔

میرے محترم دوستو! جب اس طریقے سے اللہ کی بڑائی کو ناہموار ماحول میں بولتے رہے تو دلوں کے اندر بڑائی آجائے گی اور جب دلوں کے اندر بڑائی آجائے گی تو اس کا نام ہے ایمان کی طاقت تو پھر اللہ تعالیٰ آنکھوں سے بھی بڑائی دکھاتا ہے اللہ نے بدر کے اندر لے جا کر آنکھوں سے مدد کو دکھا دیا۔ فرشتوں کو اترتے ہوئے دیکھا اور فرشتوں کے ذریعے اللہ نے مدد فرمائی کیونکہ ان کے اندر کی وہ مایہ تیار ہو چکی تھی۔

اللہ گناہ کرنے والے کو ڈھیل دیتے ہیں

اس لیے میری بات کو یاد رکھنا اللہ تعالیٰ گناہ کرنے والے کو دیتے ہیں ڈھیل اور پکڑ کی ایک تاریخ مقرر کردیتے ہیں۔ جب کوئی غلط کام کرے، جب کوئی کسی کی زمین دبا دے جب کوئی کسی پر ظلم کرے اور فوری اگر اللہ کو پکڑ ہو تو آدمی دھوکہ میں نہ پڑے۔ نہ معلوم پکڑ کی کون سی تاریخ مقرر ہے۔ جب وہ آجائے تو آدمی بچ نہیں سکے گا ہاں ایک میں امید کی چیز بتاتا ہوں کہ کتنے ہی غلط کام ہوئے ہوں لیکن پکڑ کی تاریخ سے پہلے آدمی نے اگر کرلی توبہ تو یقین مانتا اگر پکڑ کی تاریخ بھی آگئی تو اللہ تعالیٰ نہیں پکڑے گا۔ یہ ڈھیل دے ہی رہا ہے اللہ تعالیٰ تاکہ آدمی رجوع کرے۔ آج خدا کہہ رہا ہے پلٹ کھا جا اور جب آدمی پلٹ کھا جاتا ہے اور توبہ کرتا ہے جب اللہ کے روٹھے بندے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوتے ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا منظر کھینچتے ہیں اس موقع پر میں یہ اس امید پہ کہہ رہا ہوں کہ میں اور سارا کا سارا مجمع رجوع کریں اللہ کی طرف اور غلط کام ہم سے آج تک جتنے ہوئے ہیں ان کی معافی مانگیں اور یہ طے کریں کہ آئندہ ایسی غلطی نہیں کریں گے۔) کہ جیسے کسی دیہاتی کا جنگل بیابان میں اونٹ گم ہوجائے اور سارا کھانے پینے کا سامان اسی اونٹ پر لدا ہوا تھا اونٹ گم ہوگیا تو اس نے سمجھا میری موت آگئی ڈھونڈا نہیں ملا۔ اپنی جگہ پر آگیا اور مرنے کے لیے لیٹ گیا تھوڑی دیر میں آنکھ کھلی تو اونٹ مل گیا اور اس پر سارا ساز وسامان بھی تھا تو اس کو اتنی خوشی ہوئی کہ مارے خوشی کے وہ بات، الٹی کہہ رہا ہے کہ اے اللہ میں تیرا کتنا اچھا رب ہوں اور تو میرا کتنا اچھا بندہ ہے۔

میرے محترم دوستو! رسول اکرمؐ منظر کھینچتے ہیں دیہاتی کے خوش ہونے کا اور یہ بات فرما رہے ہیں کہ جو اللہ کا روٹھا بندہ اللہ کی طرف لوٹ جائے تو اللہ اَفْرَحُ اللہ اس دیہاتی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو دیہاتی اونٹ کے ملنے پر خوش ہوتا ہے ۔

اللہ کی خوشی روٹھے بندوں سے ملنے پر

اور میں ایک بات سمجھا دوں کہ جو بندہ اللہ کے روٹھے بندوں کو اللہ سے ملا دے تو وہ بندے اللہ کے کتنے محبوب بنیں گے ملکوں اور قوموں میں جاکر جنوبی امریکہ اور افریقہ میں جاکر پیدل سفر کر کے سردیاں اور گرمیاں برداشت کر کے کبھی کھیتوں پر اور کبھی دکانوں پر جا کے اور دوسروں کے برے بھلے سنتے ہیں اور اس کی خوشامدیں کر کے لاتے ہیں اور اس کا رخ اللہ کی طرف ہو گیا تو جب اللہ اس بندہ سے اتنے خوش ہوتے ہیں جو روٹھا بندہ اس کی طرف متوجہ ہو جائے تو اس سے اللہ کتنے خوش ہوں گے جو اللہ کے روٹھے بندوں کو اللہ سے جوڑتے ہیں اور اللہ سے توڑنے والوں کو اللہ سے جوڑتے ہیں تو ان کا مقام اللہ کے نزدیک کتنا اونچا ہوگا یہ معلوم ہوگا مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ہمیں محبت اور اخلاص کے ساتھ اس کام میں لگائے رکھے تو محترم دوستوں! بات غور سے سن لو غلط کام کرنے پر بھی اگر اللہ کی پکڑ نہ آئے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے شروع میں اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں ۔ قرآن کے اندر ساری قوموں کے قصے بتائے گئے ہیں ۔ لیکن وہ قومیں غفلت میں پڑی رہیں اور جب وقت آیا تو تباہ و برباد ہو گئیں ۔ اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ لیکن قوم یونسؑ

قوم یونس کی توبہ کا قصہ

مگر ایک قصہ اللہ تعالیٰ نے قوم یونس کا ایسا بھی بتایا کہ ڈھیل انہیں بھی دی گئی۔ یہ بھی بہت بڑے نافرمان تھے لیکن اس وقت موعود کے آنے سے پہلے (قصہ ان کا بہت لمبا ہے) ہم سب کو اس قصہ سے بہت امید ہے چاہے ہم کتنے ہی قصوروار ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف اگر رجوع کریں تو لولآ قوم یونس والے قصہ سے بڑی امید بندھ جاتی ہے دوسری قوموں کے قصے تو یہ بتاتے ہیں کہ ڈھیل میں غفلت بڑھی اللہ کی پکڑ آئی اللہ کا عذاب آیا مگر یونس علیہ السلام کی قوم کے قصہ میں کہ یونس علیہ السلام نے انہیں بڑا سمجھایا نہیں مانے پھر آپ نے انہیں خبر دی کہ اگر تم تین دن تک نہیں مانے تو خدا کا عذاب آجائے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جب ہوا اور بجلی چمکتی ہوئی دیکھی تو بستی چھوڑ کر نکل گئے۔ ابھی خدا کا عذاب اس قوم پر آیا نہیں تھا لیکن اس کے آثار ظاہر ہونے لگ گئے کیونکہ عذاب آنے کے بعد ہٹتا نہیں اللہ تمہیں اور ہمیں محفوظ رکھے۔ بڑا ہی ڈر لگتا ہے۔ یہ قوم جس پر خدا کا عذاب ابھی آیا نہیں تھا لیکن آثار ظاہر ہونے لگے تو یہ قوم سنبھل گئی انہوں نے سوچا جس طرح اور قوموں پر عذاب آیا اور وہ تباہ و برباد ہو گئیں تو اب ہماری تباہی و بربادی کا وقت آگیا ہے لہذا ہم اللہ سے توبہ کرتے ہیں۔ توبہ کے لیے یونس علیہ السلام کو تلاش کیا گیا مگر چونکہ وہ خدا کے عذاب کی وجہ سے نکل چکے تھے۔ اس لیے سارے مرد اور عورتیں سب بچوں اور جانوروں کو لے کر باہر نکل گئے اور خوب گڑگڑا کر اور رو کر دعائیں مانگیں کہ اے اللہ تیرے نبی یونس علیہ السلام کو ہم نے نبی مانا اور تجھے ایک خدا مانا اور

جو خرابیاں ان کے اندر تھیں ان سے توبہ کی تو میرے محترم دوستو! ان پر عذاب ٹل گیا تو اس قوم یونس کے قصے سے اللہ کی رحمت کی امید بندھ جاتی ہے ورنہ تو ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں اپنے سے غلطی ہوئی اور خدا پکڑ نہیں رہے کہیں یہ ڈھیل میں نہ آرہا ہو اور پھر جب پکڑیں گے تو بڑی مشکل آجائے گی۔ اس لیے ہم اپنے گھر والوں اور ملنے جلنے والوں کو بھی سمجھاتے رہتے ہیں کہ کہیں پکڑ نہ ہو جائے ہمیں غفلت میں نہیں رہنا چاہیئے۔ ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا مولوی صاحب ایک آدمی کے قتل کا الزام میرے اوپر لگا اور ۲۰ سال جیل ہوئی حالانکہ جس وقت وہ آدمی قتل ہوا تھا اس وقت میں گاؤں میں تھا بھی نہیں اور دیکھو میرے کو جیل بھیج دیا گیا۔ تو میں نے اس کو کچھ نہیں کہا لیکن میں سمجھ گیا۔ اس وقت اگرچہ بے گناہ ہے لیکن اس سے پہلے جو مظالم کیئے اور اللہ نے ڈھیل دی اور ڈھیل میں آکر غفلت میں پڑا رہا تو یہ پکڑ آئی۔ اس کو بھی میں کم سمجھتا ہوں اس لیے کہ اگر ایسی پکڑ آتی جس پر موت آتی اور اس کے بعد عذاب شروع ہو جاتا تو یہ بڑی سخت چیز ہوتی اس لیے کہ جب موت آگئی تو اس کے بعد آدمی کے پاس بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے مرنے سے پہلے پہلے آدمی کتنا ہی گناہ گار ہو توبہ کر کے اپنے گناہوں سے معافی مانگ سکتا ہے۔

اللہ کا معاف کرنا دنیا کی طرح نہیں ہے

اور جب آدمی توبہ کر لیتا ہے تو آنے والی بڑی سے بڑی بلا سے بچ جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور آخرت میں آدمی بے داغ ہو جاتا ہے۔ ارے دنیا کے اندر اگر کوئی جرائم کرے تو جرائم اس کی فائل کے اندر رہتے ہیں اور اگر اس نے معافی مانگی تو معافی

نامہ بھی فائل کے اندر رکھ دیا۔ پچیس سال کے بعد جب جرائم کو نکالو گے تو سارے فائل کے اندر ہوں گے معافی نامہ بھی فائل کے اندر لیکن میرا اللہ ایسا رحیم وکریم ہے ایسا فضل و انعام والا ہے اور ایسی ایسی امیدیں ہم نے اس سے وابستہ کر رکھی ہیں کہ اگر سچی توبہ ہم نے کر لی تو : اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ کہ توبہ کرنے والا گناہ سے ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ ہاتھ پاؤں بھول جائیں گے۔ قیامت کے دن اس کی گواہی دینے سے فرشتے اور زمین کے ٹکڑے بھول جائیں گے گواہی نہیں دیں گے۔ کسی قسم کی ذلت اور رسوائی اس گناہ پر نہیں ہو گی۔ جو گناہ آدمی نے توبہ کر کے معاف کروا لیا۔

اور بھائی میں نے دیکھا کہ جماعتوں میں جب آدمی پھرتا ہے تو اسے اچھا ماحول ملتا ہے اور وہاں پر توبہ کی توفیق بھی زیادہ ملتی ہے۔ میرے سامنے ایسی بے شمار مثالیں ہیں۔

توبہ کے دو دلچسپ قصے

ایک شرابی کبابی تھا۔ رات کو تہجد میں اٹھا کہ اے اللہ میں تیرا قصوروار بندہ ہوں۔ تیرے نیک بندوں کے ساتھ آیا ہوں۔ ایک میں ہی قصوروار ہوں۔ اصحاب کہف سارے اچھے تھے۔ ان کے ساتھ ایک کتا بھی تھا وہ کتا بھی اچھا بن گیا۔ یہ جماعت والے سارے اصحاب کہف ہیں اور میں کتے جیسا ان کے ساتھ لگ گیا۔ اے اللہ تو میری غلطیوں کو معاف کر دے۔ آئندہ کبھی نہیں کروں گا۔ وہ ایسا روتا تھا کہ صاحب میرا بھی دل نرم ہو گیا اور میں چپکے سے اس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اسے معلوم نہ تھا کیونکہ رات کا اندھیرا تھا اور وہ اپنے مولی کے سامنے گڑگڑا رہا

تھا۔ ہمیں لوگ اسے گشت میں سے لائے تھے لیکن بھائی جتنا آدمی اندھیرے میں سے آتا ہے تھوڑا سا اسے اشارہ مل جائے تو اس کی قدر کرتا ہے وہ بہت رو یا اور میں بھی اس کے پیچھے رویا۔ میں نے کہا اے اللہ کتنا بھی گنہ گار ہے پر ہے تیرا بندہ لیکن اس وقت تیرے دربار میں توبہ کرتے ہوئے آیا ہے۔

رات کے ۳ بجے تھے اور اس وقت رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا میں نزول فرماتے ہیں (اپنی شان کے مناسب) اور اعلان ہوتا ہے کہ ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا کہ میں اس کو دوں اور ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ کو قبول کروں۔

ایک دوسرے کو میں نے سنا وہ طائف میں مکہ سے گیا تھا۔ وہ بھی بیچارہ انشی تھا۔ وہ یوں کہہ رہا تھا " اے اللہ یہ جتنے لوگ ہیں ان کو عمرے کا سہارا ان کو حج کا سہارا اور کسی کو ذکر کا سہارا کسی کو علم کا سہارا کسی کو تبلیغ کا سہارا کسی کو نماز کا سہارا اور اے اللہ میں ہی ایک بے سہارا ہوں۔ وہ بے چارہ اصل میں ڈھول باجہ بجانے والا تھا جسے ہماری زبان میں ہیجڑا کہتے ہیں لیکن وہ مردوں جیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ یوں کہتا تھا کہ میرا ذکر کیا میرا عمرہ و حج کیا یہ تو ان لوگوں کے ہیں جو آئے ہیں ان کے پاس سارے اعمال کے سہارے ہیں اور اے اللہ اک میں ہی بے سہارا ہوں اور تو بے سہاروں کا سہارا ہے۔ اے اللہ تو میرا سہارا بن جا اور میری غلطیوں کو معاف کر دے اور یہ تو حدیث میں بھی آتا ہے۔ یَا عِمَادَ مَنْ لَا عِمَادَ لَہٗ اے بے سہاروں کے سہارے تو ہمارا سہارا بن جا سارا مجمع ذہن میں بٹھا لے مرنے سے پہلے پہلے موقع ہے ہمار

لیے اللہ کی طرف رجوع کرنے کا اور یہ جو دعوت کی فضا ہے اس فضا میں ایک تو آدمی خالی زبان سے کہتا ہے "یا اللہ میری توبہ" یہ توبہ کا بول ہے توبہ نہیں ہے "تالا کھولنے کے لیے آدمی زبان سے کہے "کنجی" تو تالا نہیں کھلتا جب تک کہ کنجی لاکر اسے لگائے نہیں۔

معافی توبہ کے لیے چار باتیں

جس توبہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں اس میں چار باتیں ضروری ہیں ایک تو یہ آدمی کو صحیح ندامت اور شرمندگی ہو کہ اے اللہ میں تیرا قصوروار بندہ ہوں دوسرے یہ کہ جس وقت توبہ کر رہا ہے اس وقت گناہ میں ملوث نہ ہو۔ تیسرا یہ کہ آئندہ کے بارے میں یہ عزم کرے کہ میں گناہ نہیں کروں گا چوتھے یہ کہ جو گناہ ہو چکا ہو۔ اس کی تلافی جتنی شریعت میں مطلوب ہو کرے۔ نمازیں رہ گئی ہوں تو پڑھے روزے رہ گئے ہوں تو رکھے دس سال ہوئے حج فرض ہوئے نہیں کیا تو اب کرلے زکوٰۃ پانچ سال سے نہیں دی تو اب دے دے الغرض حقوق العباد جتنے ہیں وہ ادا کرے۔

اگر اس طریقے سے توبہ کرے گا تو یاد رکھنا جیسے ماں کے پیٹ سے ابھی نکلا بالکل پاک صاف اور پھر بھی گناہ اگر دوبارہ ہو جائیں تو معافی مانگ لے۔

میں جو بات کہہ رہا تھا وہ بیچ میں رہ جائے۔ بعض مرتبہ دنیا کے اندر اللہ تعالیٰ امتحان لیتے ہیں۔

نافرمانیوں کے ساتھ مال و دولت برکت نہیں ہے

"نافرمانیوں کے باوجود اگر دنیا کا ساز و سامان ملے تو یہ برکت نہیں ہے بلکہ مہلت

ہے یعنی خدا کا قہر ہے بصورت مہر تیاشے بزھر ہیں ایک آدمی نے کہا کہ میری دکان میں بہت برکت ہے میں نے کہا کہ نافرمانی تو نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ نافرمانی کے بغیر دکان چل نہیں سکتی۔ میں نے کہا کہ نافرمانیوں کے ساتھ تو برکت ہو نہیں سکتی۔ اس نے کہا میری تو ہو رہی ہے، میں نے کہا وہ کیا ہو رہی ہے اس نے کہا آمدنی بہت ہو رہی ہے میں نے کہا دیکھ آمدنی کا بہت ہونا برکت نہیں ہے۔ آمدنی تو قارون کی بھی بہت تھی، تو نافرمانیوں کے ساتھ آمدنی کا ہونا اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی جس کو فائزیریا کی بیماری ہو۔ اس بیماری میں بدن پر ورم آجاتا ہے۔ بدن سوج جاتا ہے اور سوج کر موٹا ہو جاتا ہے۔ اب یہ فائزیا کی بیماری والا یہ کہے کہ میں پہلوان ہو گیا ارے بھائی وہ کیسے اس نے کہا وہ دیکھو پہلوان کا بدن موٹا اور میرا بھی موٹا دیکھو فرمانبردار حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بھی مال و دولت بہت تھا اور قارون و فرعون کے پاس بھی مال و دولت بہت تھا۔

ارے بھائی قارون و فرعون کے پاس مال و دولت نافرمانیوں کے ساتھ تھا اور سلیمان علیہ السلام کے پاس فرمانبرداریوں کے ساتھ تھا۔ فرمانبردار کو اگر اللہ مال و دولت دے تو وہ ایسا ہے جیسا پہلوان اور اگر نافرمان کو اللہ مال و دولت دے تو وہ ایسا ہے جیسے فائزیا کی بیماری والا۔ ایسے آپ سمجھائیں گے کہ بھائی تیرا بدن ہے ورمیلا اور پہلوان کا بدن ہے گٹھیلا۔ فرمانبرداری کے ساتھ ملنے والی نعمتیں ایسی ہیں جیسے گٹھیلا بدن اور نافرمانی کے ساتھ ملنے والا ساز و سامان ایسا ہے جیسا ورمیلا بدن اس کے بالمقابل فرمانبردار پر بعض مرتبہ تکلیف آتی ہے اور نافرمان پر بھی بعض مرتبہ تکلیف آتی ہے۔ نافرمان پر جو تکلیف آتی ہے وہ آتی ہے بطور عذاب کے۔

فرماں بردار و نافرمان پر تکلیف کا فرق

اور فرماں بردار پر جو تکلیف آتی ہے وہ آتی ہے بطور ابتلاء کے

قرآن پاک میں جہاں پر فرماں برداروں پر تکلیفوں کا ذکر ہے وہاں پر آپ دیکھو لفظ ابتلاء یا اس کے قریب قریب ملے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ یہاں پر ابتلا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اسی طرح احد کے بارے میں هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور خندق کے بارے میں فرمایا لِيَبْتَلِيَكُمْ تاکہ اللہ تمہیں ابتلا میں ڈالے اور عام مسلمانوں کے بارے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ اور ہم ضرور بضرور تم کو آزمائیں گے اس لیے نافرمانی کے ساتھ جو تکلیفیں آتی ہیں وہ ہوتا ہے عذاب وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ مصلحت اللہ کی یہ ہوتی ہے کہ بڑا عذاب جو آنے والا ہے اس سے پہلے پہلے آدمی اللہ کی طرف رجوع کرلے۔ کیونکہ آج اللہ تجھے کہتا ہے کہ ہلپاٹ کھا جا اگر تو نے ہلپاٹ نہ کھایا تو مرنے کے بعد تو کہے گا کہ اللہ بلپہ کھلا دے تو اللہ بلپہ نہیں کھلائے گا۔ اس دنیا میں تھوڑی تھوڑی مصیبتیں ڈال کر اللہ تجھے کہتا ہے کہ واپس ہو جا غیر المغضوب علیہم والا راستہ چھوڑ دے اور انعمت علیہم والے راستہ پر آجا اور ضالین والا راستہ چھوڑ دے اور صراط مستقیم والے راستہ پر آجا فرماں برداری کے ساتھ تکلیف کا انجام خدا کی رحمت ہے اور نافرمانی کے ساتھ تکلیفوں پر اگر توبہ نہ کی تو پھر اس کا انجام تکلیفوں کا بڑھ جانا ہے۔ اور دونوں تکلیفوں میں آسمان وزمین کا فرق ہے۔ ایک آدمی نے غصہ کے اندر چھرا مارا اور چھرا اس نے زہر میں ڈبو کر مارا

جس سے پورے جسم میں چھوڑے پھوڑے ہو گئے۔ زخم ہو گیا۔ اب یہ آدمی ڈاکٹر کے پاس گیا۔ ڈاکٹر نے کہا پورے بدن میں زہر چلا گیا ہے اس کے علاج پر دو ہزار روپے لگیں گے۔ پندرہ انجکشن لگاؤں گا اور چالیس دن تک کڑوی دوا پینی پڑے گی۔ اور بدمزہ کھانا کھانا پڑے گا۔ اور یہ جتنے زہر کے پھوڑے ہیں ان سب کا اپریشن ہو گا اور تم یہیں رہو گے اور ٹھیک ہو جاؤ گے۔ اب یہ ڈاکٹر اس کا اپریشن کر رہا ہے کڑوی دوا بھی پلا رہا ہے انجکشن بھی لگوا رہا ہے اب ایک تو اس آدمی نے چھرا مارا جس نے زخمی کیا اور دوسرا ڈاکٹر چھرا مار رہا ہے تو یہ ڈاکٹر سے یوں کہے کہ "ڈاکٹر صاحب ہم تو آئے تھے۔ آپ کے پاس آرام کے لیے اور آپ بھی ہمیں اسی طرح چھرا مار رہے ہیں نہیں بھائی غصہ والا چھرا تو مار ڈالنے کے لیے تھا اور آپریشن والا تو تندرستی کے لیے ہے نافرمانی کے ساتھ جو تکلیف آتی ہے وہ ہے آدمی کو زہر کے چھرے کی طرح پریشان کرنے والی اور فرماں برداری کے ساتھ جو تکلیف آتی ہے وہ ہے آپریشن کا چھرا جو آئندہ جا کر ٹھیک ہو جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ضرور بضرور ہم تم کو آزمائیں گے ٹھوک بجا کر دیکھیں گے کبھی ان پر خوف کبھی بھوک کبھی مال کی کمی کبھی جان کی کمی کبھی پھلوں کی کمی اور آگے فرماتے ہیں۔

وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ صبر کرنے والوں کو جھیلنے والوں کو خوش خبری سنا دو کہ جب ان پر تکلیف آتی ہے وہ کہتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون اگر ہمارا مال لوٹا گیا تو وہ بھی اللہ کی طرف چلا گیا اگر دکان کو آگ لگا دی گئی تو وہ بھی اللہ کی طرف چلی گئی اور اگر رشتہ داروں کو مار ڈالا تو وہ بھی اللہ کی طرف چلے گئے اور مجھے بھی اللہ کی طرف جانا ہے اور اللہ ہی اس کا بدلہ دے گا۔ اللہ پاک ان چیزوں کا کیا انجام فرماتے ہیں اُولٰئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوَاتٌ ان پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی۔

مسلمانوں کی تکلیفوں پر بے دینی کا پھیلنا

اس لیے میرے محترم دوستو! تکلیف تو اس مسلمان کو اٹھانی ہے تکلیفیں صحابہ کرامؓ نے بھی اٹھائیں اور تکلیفیں آج بھی امت اٹھا رہی ہے لیکن آج امت کی پریشانیاں بڑھ رہی ہیں اور بے دینی پھیل رہی ہے اور صحابہؓ کی تکلیفیں اٹھانے پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوئیں اور ایمان دنیا کے اندر پھیلا اور اتنا پھیلا کہ اس وقت تو رشتہ دار بھی ماننے کو تیار نہ تھے لیکن ان تکلیفوں کا جو نتیجہ نکلا وہ یہ کہ لاکھوں تو اس تعداد میں یہاں پر بیٹھے ہیں اور کروڑوں کی تعداد میں پورے عالم کے اندر پھیلے ہوئے ہیں اور عنبہ اور شیبہ جو رشتہ داریوں میں بھی ہیں وہ تو مقابلہ کر رہے ہیں اور شکر ہے اللہ تعالیٰ کا اور ہماری سعادتمندی اور خوش نصیبی ہے اللہ جل جلالہٗ کی طرف سے کہ باوجود اس کے کہ ہم نبی علیہ السلام سے ہزاروں میل دور ۱۴۰۰ سال کے فاصلہ پر ہیں لیکن جب ہماری آنکھ کھلتی ہے ہماری زبان پر اشهد ان لا الٰہ الا اللہ واشهد انّ محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ جاری ہو جاتا ہے۔ یہ نتیجہ ہے اُن تکلیفوں کا آج امّت جو تکلیفیں اٹھا رہی ہے ان تکلیفوں کی وجہ سے دہریت پھیل رہی ہے بلائیں اور زیادہ بڑھ رہی

ہیں، یہ بات غور سے سمجھ لو کہ آج کی تکلیفیں تو اللہ کے احکام توڑنے کی وجہ سے آرہی ہیں پورے عالم کے اندر سے دینداری نکل گئی ہے جس کے بارے میں حضور علیہ السلام یہ فرماتے ہیں۔ اذا تبایعتم بالذرع واخذتم اذناب البقر ورضیتم بالذرع وترکتم الجہاد سلط اللہ علیکم الذلۃ لا ینزعہ حتی ترجعوا الی دینکم جب تمہاری تجارتیں غلط ہو جائیں اور جب تم بیلوں کی دموں کو پکڑنے لگو اور جب تم کھیتوں پر راضی ہو جاؤ اور جب تم اللہ کے دین کے لیے جدوجہد چھوڑ بیٹھو تو حضور علیہ السلام فرماتے ہیں تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ ذلت مسلط کر دے گا اور وہ ذلت اس وقت تک نہیں ہٹے گی جب تک تم اپنے دین پر نہ آجاؤ یعنی دین کی محنت پر نہ آجاؤ۔

مسلمانوں کی فتح مکہ کے لیے روانگی میرے محترم دوستو! صحابہ کرام نے دعوت کا کام کیا اور اس کے لیے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں۔ تکلیفیں اٹھا کر اللہ سے دعائیں مانگیں۔ اللہ نے وہ دن دکھایا کہ رسول کریم دس ہزار کا مجمع لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے کیونکہ صلح حدیبیہ کا جو معاہدہ تھا وہ مشرکین نے توڑ دیا تھا تو مکہ کے جتنے کافر اور بے ایمان مشرک تھے۔ وہ خوب ڈرے۔ انہوں نے سوچا ۱۳ سال مکہ مکرمہ کے اور ۸ سال مدینہ کے ۲۱ سال کی بھڑاس مسلمان آج نکالیں گے اور ہمیں خوب قتل کریں گے اور ہماری بوٹیاں نوچیں گے۔ یہ ان کو ڈر تھا۔ مشرکین کی طرف سے ابو سفیان نے دو اور آدمی اپنے ساتھ لیے اور جاسوسی کے لیے نکلے۔ حضرت عباسؓ نے ابو سفیان کو پکڑ لیا۔ ایک

خیمہ میں ان کا ذہن بنایا اور اسلام پر آمادہ کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لائے رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان ابھی تک تیری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ تو ابوسفیان نے یوں کہا کہ اگر سوائے خدا کے کوئی اور معبود ہوتا تو بدر اور دوسرے معرکوں میں ہماری مدد کرتا۔

اب تو ہمیں حالات نے یہ بتا دیا کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے۔ اتنی بات تو ہماری سمجھ میں آگئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان ابھی تک تیری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں خدا کا سچا رسول ہوں تو ابوسفیان نے کہا کہ یہ بات ابھی تک دل میں نہیں اتر رہی کیونکہ شروع سے یہ لوگ رسول کریمؐ پر مختلف قسم کی باتیں کرتے آئے۔ تمہارے جو داداؤں کے دادا ہیں لوئی انہیں زندہ کر کے دکھاؤ (تم جو کہتے ہو کہ مرنے کے بعد زندہ ہوگا) تو مرنے کے بعد کیسے زندہ ہوگا۔ تم انہیں زندہ کر کے دکھاؤ وہ زندہ ہو کر تمہاری نبوت کی گواہی دے دیں تو پھر ہم مان لیں گے۔

انسان مرنے کے بعد کیسے زندہ ہوگا

مرنے کے بعد زندہ ہونا اور اس کو میں نے بیچ میں چھوڑ دیا کہ ۱/۲ ۵ فٹ کا انسان ماں کے پیٹ میں سے آیا تو ۱/۲ ۱ بالشت کا تھا اور ماں کے پیٹ میں چند انگل کا اور اس سے پہلے منی کے قطرے میں اور اس سے پہلے غذا کے اندر پھیلا ہوا یہ انسان کیونکہ غذا سے منی بن جاتی ہے اور غذا سے پہلے بکھرا ہوا تھا یہ انسان ہوا کی لہروں میں سورج کی کرنوں میں بارش کے قطروں میں چاند کی روشنی میں اور ستاروں کی تاثیر میں زمین کے ذرات میں کھاد کی گندگی میں یہ انسان بکھرا ہوا تھا۔ اس بکھرے ہوئے انسان کو اللہ نے سمیٹا اناج کی شکل دے دی۔ مرد و عورت نے کھایا تو منی کی شکل دے دی۔

دونوں ملے تو انسان کی شکل دے دی حالانکہ سورج کروڑوں میل دور اور چاند لاکھوں میل تو جب انسان مرا اور ۲ بائی ۲ فٹ کی قبر کے اندر اس کے ذرات محدود ہو گئے تو جو اللہ کروڑوں اور لاکھوں میل سے ذرات جمع کر کے انسان بنا سکتا ہے تو کیا وہ اللہ اس کے ذرات بنا کر دوبارہ اسے قیامت میں زندہ نہیں کر سکے گا۔ ضرور کرے گا اور پورا حساب لے گا اور آگے جنت اور جہنم کے منظر آئیں گے یہ بات رسول کریمؐ فرماتے تھے تو وہ کہتے تھے کہ اپنے دادا کو زندہ کر کے دکھاؤ وہ آپؐ کی رسالت کا کہیں تو ہم مان سکتے ہیں۔ اس قدر شدت کے ساتھ مخالفت کی لیکن جب فاتحانہ داخل ہوئے تو ابو سفیان یہاں پر آ کر اٹک گیا کہ آپ کو اللہ کا رسول ماننے کے لیے میرا دل ابھی تک نہیں مانا۔

ابو سفیان کا اسلام

حضرت عباسؓ ابو سفیان کو پھر تنہائی میں لے گئے اور کہا کہ جب تک تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول نہیں مانے گا اس وقت تک تو مسلمان نہیں ہو سکتا اور تیری نجات نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس نے اسے بھی مان لیا۔ حضرت عباسؓ نے حضور علیہ السلام کے کان میں یوں کہا کہ اللہ کے نبی یہ چوہدری ہے اور چوہدری جو ہیں وہ اکرام چاہا کرتے ہیں آپ اس کا ذرا اکرام کر دیجیے۔ حضور علیہ السلام نے ابو سفیان سے یوں کہا کہ ابو سفیان جو آدمی تیرے گھر میں داخل ہو جائے اسے امن ہے۔ ابو سفیان بھی چوہدری آدمی تھا اور اب تو ابو سفیان صحابیؓ تھے انہوں نے کہا کہ حضرت آپؐ تو بڑے آدمی ہیں اور امن اتنا چھوٹا۔ میرا گھر تو چھوٹا سا ہے آپ تھوڑے آدمیوں کو امن دے رہے ہیں۔ تو حضور پاک نے یوں فرمایا کہ جو آدمی مسجد حرام میں داخل ہو اسے بھی امن

ہے تو ابو سفیانؓ نے کہا اب بھی کم لوگوں کو آپ امن دے رہے ہیں۔ آپؐ کی شان تو بہت بڑی ہے تو حضور پاکؐ نے فرمایا "مَنْ اَغْلَقَ بَابَہٗ فَھُوَ اٰمِنٌ" جو اپنے گھر کا دروازہ اندر سے بند کر کے اسے بھی امن ہے تو ابو سفیانؓ نے کہا واہ واہ، واہ واہ یہ آپ کی شان کے مناسب امن ہے اب تو بہت سوں کو امن مل گیا پھر ابو سفیانؓ مکہ میں داخل ہوئے اور نوجوانوں کو جمع کیا اور یہ کہا کہ دیکھو رات کے اندھیرے میں جن کو نکالا تھا اب دن کے اجالے میں دس ہزار کے ساتھ آ رہے ہیں لیکن اتنے با اخلاق ہیں کہ ان سے جو امن مانگتا ہے امن دے دیتے ہیں تو تم سارے جا کر امن لے لو۔

ابو سفیان کی بیوی کی مخالفت

ابو سفیان کی بیوی یہ بہت سخت مسلمانوں کے خلاف تھیں بعد میں مسلمان ہو گئیں۔ اس دن تو خلاف ہی تھیں۔ ہندہ نے ان نوجوانوں سے یوں کہا کہ اس ابو سفیان کی بات کو مت مانو بلکہ اس کو قتل کر دو۔ بھلا ان سے ہم کیسے امن مانگ سکتے ہیں۔ جن کے ساتھ ۲۱ سال تک ہماری لڑائی رہی ہو۔ ہم بالکل امن نہیں مانگتے ابو سفیانؓ نے کہا دیکھو اس عورت کی بات میں بالکل مت آئیو۔ یہ عورت سب کو مروا دے گی۔ یہی وہ ہندہ ہے جس نے حضرت حمزہؓ کے بدن مبارک کو چیرا ناک کان کو کاٹا گلے کا ہار بنایا اور پیٹ کو چیر کر اندر سے کلیجہ نکالا۔

شہادت حمزہ اور حضورؐ کا غم

اور حضور علیہ السلام نے جب بدر کے شہدا کا معائنہ فرمایا اور دیکھا کہ مدینہ منورہ کے گھر گھر میں شہدا کے لیے رونے کی آواز آ رہی ہے

اس لیے کہ وہاں پر کسی کا بھائی شہید ہے اور کسی دوسرے کا بیٹا شہید ہے آپ معائنہ فرماتے ہوئے حضرت حمزہؓ کی لاش کے پاس پہنچے اور جب ناک اور کان کٹے ہوئے اور پیٹ کٹا ہوا اور کلیجہ نکلا ہوا دیکھا تو حضور علیہ السلام کا دل بھر آیا سینہ بھر آیا۔ آپ کی زبان سے ایک جملہ نکلا وَحَمزَۃُ لاَبَواکی لَہ یہ جتنے شہداء یہاں پڑے ہوئے ہیں ان کے لیے مدینہ منورہ میں رونے والیاں موجود ہیں اور میرا حمزہؓ پردیس کے اندر اس حالت میں پڑا ہوا ہے کہ اس کے لیے کوئی رونے والا نہیں ہے مدینہ منورہ کی عورتوں تک جب یہ بات پہنچی تو وہ گھروں سے نکل آئیں اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں یہ بات عرض کی کہ اے اللہ کے رسولؐ! حضرت حمزہؓ کے لیے رونے والیاں مدینہ منورہ کی ساری انصار عورتیں ہیں (نوحہ اس وقت تک حرام نہیں ہوا تھا) ہم ساری کی ساریاں حضرت حمزہؓ کے لیے رونے والیاں ہیں۔ یہ منظر سارا ہندہ کی وجہ سے ہوا تھا۔ یہ ہندہ آج بھی بہت سخت لیکن ایک دن گزرا ہندہ دوڑی ہوئی جا رہی تھی۔ پوچھا کہاں جا رہی ہو۔ یہ ہندہ عتبہ کی بیٹی حضرت معاویہؓ کی والدہ۔ ابوسفیان کی بیوی اور یزید کی دادی اور ربیعہ کی پوتی یہ سارے اسی سلسلہ میں ہیں تو اس نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہی ہوں اور وہاں جا کر مسلمان ہوں گی اور بیعت ہو جاؤں گی پوچھا گیا کل تک تو اتنی سخت تھیں آج کیسے اتنی نرم ہو گئیں۔

اخلاق و عبادت سے کٹر دشمن موم

تو اس نے کہا ان کی عبادت اور اخلاق نے مجھے متاثر کیا۔ دعوت نے اتنے اونچے اخلاق تک پہنچا دیا کہ جس مکہ مکرمہ میں اتنے مظالم ہوئے اس مکہ میں جب

فاتحانہ داخل ہوئے تو اندر کا جذبہ بدلہ لینے کا نہیں تھا بلکہ اندر کا جذبہ یہ تھا کہ کسی صورت سے ان کو ہدایت مل جائے اور جہنم والے راستے سے ہٹ جائیں اور جنت میں چلے جائیں کوئی بدلہ نہیں لینا ہم کو۔ حضرت خالد عمرۃ القضاء میں اس سے متاثر ہوئے کہ سارا منظر ہینے احد والا قائم کیا تھا اور آج حضور علیہ السلام جب یہ کہہ رہے ہیں کہ خالد اتنا سمجھ دار اسے اب تک سمجھ میں نہیں آیا۔ جب یہ بات حضرت خالد کے کان میں پڑی تو ان کا دل بھی نرم ہوا اور مدینہ منورہ پہنچے۔ جاکر اسلام قبول کیا اور سارے مدینہ والوں نے ان کا استقبال کیا۔ ہندہ نے کہا کہ میرا دل تو یہ کہتا تھا کہ خوب گانے ہوں گے کیونکہ فتح ہوا ہے اور باجے بجائے جائیں گے اور مردوں کو قتل کیا جائے گا مکہ مکرمہ کے اندر خون میں لاشیں تڑپ رہی ہوں گی اور عورتوں کی عصمت دریاں ہو رہی ہوں گی۔ آج تو مکہ میں سب کچھ ہو گا اور مسلمان ۱۲ سال کی بھڑاس نکالیں گے۔ کیونکہ جو مظالم مسلمانوں پر کیے گئے تھے مسلمان اسے بھول نہیں سکتے تھے۔ مظلوم بھی اسے بھول نہیں سکتا۔ اور ظالم بھی اسے بھول نہیں سکتا۔

مکہ میں مسلمانوں پر مظالم

حضرت صدیق اکبرؓ کا درجہ سپریم کورٹ کے جج کا تھا وہ حرم کعبہ میں بیٹھ کر فیصلے سنایا کرتے تھے۔ لیکن جب وہ مسلمان ہوئے اور دعوت کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت صدیق اکبرؓ کو جوتے سر پہ اور چہرے پر مارے گئے وہ یہی مکہ تھا جہاں پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوکا کرتے تھے اور آپ کی پیٹھ پہ اوجڑی مٹی ڈالا کرتے تھے۔ یہی وہ مکہ مکرمہ ہے جہاں پہ آپ کی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق ہوئی اور یہیں پر حضرت زینبؓ حضور کی بڑی صاحبزادی جب ہجرت کے لیے مدینہ روانہ ہوئیں تو آپ کو حالت

حمل میں برچھا مارا گیا اور زخمی ہو گئیں اس حالت میں مدینہ منورہ پہنچیں اور انتقال ہو گیا حضور علیہ السلام دفن کے لیے قبر پر تشریف لے گئے۔ آپ کے چہرے پر غم تھا۔ جب دفن کر کے باہر تشریف لائے تو خوش تھے۔ لوگوں کے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں میری بیٹی کو قبر کا عذاب نہ ہو جائے تو میں نے اللہ سے دعا مانگی اللہ کی طرف سے یہ اطلاع دی گئی کہ تیری بیٹی کو عذاب نہیں ہو گا۔ عذاب کے ڈر کی وجہ سے جو غم تھا جب مجھے معلوم ہوا کہ عذاب نہیں ہو گا تو میرے چہرے پر خوشی آئی۔ تو ہندہ یہ کہہ رہی کہ سارے مناظر ہمارے سامنے تھے اس بنا پر آج ہماری بوٹیاں نوچ لی جائیں گی لیکن کل آدھی رات تک میں انتظار کرتی رہی۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو پورے مکہ میں اندھیرا تھا۔ میں حیرت میں پڑ گئی کہ یا اللہ یہ کیسی فتح ان مسلمانوں کی کہ کوئی خوشی نہیں مکہ فتح کرنے کی ان مسلمانوں کے دلوں میں چاروں طرف دیکھوں دس ہزار کا مجمع کدھر گیا۔ چاروں طرف تلاش کیا نہیں ملے تو پھر میں مسجد حرام میں گئی تو میں نے دیکھا کہ یہ سارا کا سارا دس ہزار کا مجمع حرم شریف کے اندر اللہ کی عبادت میں لگا ہوا ہے اور اللہ کے سامنے دعائیں مانگنے میں لگا ہوا ہے اور یہ ہماری قریش کی ہدایت مانگنے میں لگا ہوا ہے۔ ارے ہم تو ان کو موت کے گھاٹ اتارنے کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور یہ ہم کو جنت میں پہنچانے کے پیچھے پڑا ہوا ہے میرا دل پسیج گیا اور آج رات جتنی عبادت مسجد حرام میں ہوئی ہے اتنی عبادت میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

ہندہ کا قبول اسلام اب میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں بیعت ہونے کے لیے جا رہی ہوں اور جا کر بیعت کی اور بیعت ہونے کے بعد ہندہ نے

یوں کہا حضورؐ سے کہ کل یہی وقت تھا۔ مکہ کے باہر آپ کا دس ہزار کا مجمع بیٹھا ہوا تھا
سب کے خیمے لگے ہوئے تھے اور سب کے بیچ میں آپ کا خیمہ تھا اور سب سے زیادہ
مبغوض مجھے آپ کا خیمہ دکھائی دے رہا تھا اور آج میں دیکھ رہی ہوں کہ مکہ مکرمہ
میں سب کے بیچ آپ کا خیمہ ہے اور میرے دل میں سب سے محبوب خیمہ آپ کا ہے
میری نگاہ بدل گئی۔ میرا دل بدل گیا۔ میرے محترم دوستو! اس دعوت نے اس اونچے
اخلاق تک پہنچایا۔ دعوت والی زمین ہو۔ ایمانیات والی جڑ ہو اور اس کے ساتھ میں
عبادت کا تنا ہو اور اس کے ساتھ دین کا درخت ہو اور اخلاق کا پھل ہو اور اخلاص
کا رس ہو تو پورے عالم کے اندر اللہ کا دین پھیل سکتا ہے۔ لیکن ابتدا دعوت سے
ہوگی اور انتہا اخلاق اور اخلاص پر ہوگی۔ یہ ابتدا ہمیں اس انتہا تک پہنچا دے۔
حضور اکرمؐ جب دس ہزار کے مجمع کو لے کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو پہلے آپ
بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ سارا مجمع باہر تھا اور کفار بھی باہر تھے۔ بہت دیر تک
آپؐ نے خدا کی عبادت کی۔ راز و نیاز کی جو باتیں کرنی تھیں وہ کیں۔ پھر آپؐ باہر تشریف
لائے۔ سارے مشرکین سہمے ہوئے تھے کہ ایک اشارہ پر ہمارے گلے کٹ جائیں
گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ بتاؤ میرے بارے میں تمہارا کیا خیال
ہے؟۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ کریم ہیں اور کریم سے کرم کی امید ہے۔ تو حضورؐ نے
جواب دیا کریم ابن کریم ابن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم
انہوں نے اپنے بھائیوں سے جو بات کہی تھی۔

آپ کا عام معافی کا اعلان | لا تثریب علیکم الیوم میری طرف
سے تمہیں کوئی لعنت ملامت نہیں۔ ارے میرے ساتھ تم نے جو کچھ بھی کیا ہو

انتم الطلقاء میری طرف سے تم آزاد ہو۔ کسی کو دو مہینے کسی کو تین مہینے کا امن دے دیا گیا۔ اس کے بعد پھر آپؐ تشریف لائے اور حضرت عباسؓ سے کہا کہ ابولہب کے دو بیٹے کہاں گئے۔ میرے چچازاد بھائی کہاں گئے۔ حضرت عباس نے کہا کہ بھاگ گئے ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا انہیں لے کر آؤ۔ حضرت عباس انہیں ڈھونڈ کر لائے۔ ایک عتبہ اور ایک معتب اور ایک کو کسی جانور نے سفر میں کھا لیا تھا۔

اب یہ دو ہی باقی رہ گئے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ان دونوں کو دعوت دی ان کے دل پسیج گئے۔ دونوں کے دونوں مسلمان ہو گئے پھر حضور اکرمؐ ان دونوں بھائیوں کو لے کر بیت اللہ تشریف لے گئے اور وہاں پر جا کر بہت دعا مانگی اور اس کے بعد باہر تشریف لائے۔ حضرت عباسؓ نے آپ کا چہرہ انور دیکھا اور پوچھا کہ حضرت آپ کا چہرہ بہت خوش ہے کیا بات ہے؟ یوں فرمایا میں نے اپنے چچا کے دو بیٹے خدا سے مانگے تھے۔ اللہ نے مجھے وہ دے دیئے۔ اس کی خوشی کے اندر میرا چہرہ چمک رہا ہے۔ میں یہ سارے واقعات سنا کر یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ میرے محترم دوستو! کہ حضور کے صحابہ نے دعوت کے لیے اتنی تکلیفیں اٹھا کر یہ جو اخلاق برتے اس اخلاق نے اتنے کٹر اور پکے دشمنوں کے دلوں کو پلٹہ کھلا دیا اور آج ہمیں بھی دعوت سے شروع کرنا ہے اور اخلاق تک پہنچنا ہے اور پورے عالم کے اندر پھرنا ہے جو تکلیفیں آئیں گی انہیں برداشت کرنا ہے جو راحتیں ملیں اسے اللہ کی نعمت سمجھنا ہے یہ صرف چار مہینے یا دو سال کی بات نہیں بلکہ ہم آئے ہی اس دنیا میں دین کے کام کے لیے ہیں۔ ہم کھانے اور کمانے کے لیے نہیں آئے ہیں کھانا اور کمانا ضرورت کی چیز ہے اسے مختصر کر کے ہمیں بقدر ضرورت لگنا ہے اور اللہ کے

دین کی محنت اور دعوت میں اپنا پورا مال اور جان لگا دینا ہے جس کے ہاتھوں جتنے انسانوں کو ہدایت ملتی چلی جائے گی اس پر انہیں جتنی جنت ملے گی ان سب کی بقدر اس اکیلے کو ملے گی۔ اللہ کے دین کا کام کرتے کرتے اگر جان دے دی تو جتنے آدمی دین پر آئیں گے ان سب کا ثواب اسے قبر میں بھی ملتا رہے گا۔ آدمی لاکھ فرض نمازوں کا ثواب بھی قبر میں جا کر لے گا۔ جس قبر میں جا کر اسے ایک فرض نماز کا ثواب بھی نہیں مل سکتا۔ اس بنا کر آپ حضرات آج کی تاریخ میں یہ طے کریں کہ تکلیفیں تو یوں بھی اٹھا رہے ہیں جس پر دنیا میں بے چینی پھیل رہی ہے اور سیلاب آ رہے ہیں۔ لیکن میرے محترم دوستو اکئی سال ہو گئے اللہ نے مدد فرمائی اور سیلابوں سے حفاظت ہونے لگی۔ یہ خدا کی نعمتیں ہیں ان نعمتوں کی قدر کرنا چاہیئے۔ اور اس نعمت کو پورے عالم میں پہنچانا چاہیئے۔

ایک مراکشی کی بے چینی

اس نعمت کو لے کر جب ہم مراکش گئے تو ایک مراکش نے میرا دامن پکڑا اور چیخیں مار کر رویا اور یوں کہا کہ اے ایشیا کے مسلمانوں تم قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دو گے تمہارا دامن ہوگا اور ہمارا ہاتھ ہوگا۔ ہم خدا سے شکایت کریں گے کہ چالیس سال سے دین کا کام انکے پاس پہنچا اور ہمارے پاس لیکر نہیں آئے ہمارے باپ دادا جو بے دینی کی حالت میں مر گئے ارے انکا کیا حال ہوگا۔ کس قدر بے حال ہو کر وہ چیخیں مار مار کر روتا تھا۔ میرے محترم دوستو! آج کس قدر تعداد میں لوگ بے ایمان کے مر مر کے قبروں میں جا رہے ہیں۔ ارے انکے مرنے سے پہلے پہلے یہ مجمع پورے عالم میں پھیل جائے اور جا کر ان کی خوش آمدیں کر کے اس دعوت کی فضا کو قائم کرے تاکہ لوگ مرنے سے پہلے توبہ کر کے ایمان والی زندگی پر آجائیں۔

تمت بالخیر